﴿......اِنَّ الفَضلَ بِيَدِ اللهِ يُؤتِيهِ مَن يشاء☆﴾(آل عمران:٧٤) ﴿......عَسٰى اَن يَبعَثَكَ رَبُّكَ مَقَاماً محمودا﴾ (بنی اِسرائیل:٨٠)

هفت روزه

انٹرنیشنل

الفضل

مدیر اعلیٰ:— نصیر احمد قمر

جلد ٦ جمعۃ المبارک ١٥ر جنوری ١٩٩٩ء شمارہ ٣
٢٦ر رمضان المبارک ١٤١٩ ہجری ☆ ١٥ر صلح ١٣٧٨ ہجری شمسی

مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر روزانہ حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ "ملاقات" کا پروگرام نشر ہوتا ہے۔ یہ پروگرام احباب کی دینی اور روحانی تعلیم وتربیت کے لئے بے حد مفید اور اہم ہے۔ مختصرات کے اس کالم میں ہم ہفتہ بھر کے پروگرام "ملاقات" کی مختصر ڈائری پیش کرتے ہیں تاکہ اگر کوئی دوست اصل پروگرام سن یا دیکھ نہیں سکے تو وہ مطلوبہ پروگرام کا حوالہ دے کر اپنے ملک کے شعبہ سمعی وبصری سے یا شعبہ آڈیو ویڈیو (یو۔کے۔) سے اس کی ویڈیو حاصل کر سکیں۔ اس ہفتہ کے پروگرام "ملاقات" کا مختصر خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین ہے۔

ہفتہ، ٢٦ر دسمبر ١٩٩٨ء:

آج سورۃ النساء کی آیت ٨٥ تا ٨٩ تک کا درس حضور انور نے ارشاد فرمایا۔
حضور ایدہ اللہ کا عام معمول یہ ہے کہ قرآنی آیات کی تلاوت کے بعد پھر ایک ایک آیت کو لے کر اس کا ترجمہ، اہم الفاظ کے لغوی معانی، آیات کے ربط، مفسرین کی بیان کردہ تفاسیر کے اہم نکات پیش کر کے ان پر محاکمہ فرماتے ہیں اور اسی طرح مستشرقین کے اعتراضات کا جواب دیتے ہیں اور قرآنی آیات میں پنہاں معانی ومطالب کو آشکار فرماتے ہیں۔

آیت نمبر ٨٥ کے درس میں حضور نے تُکَلَّف کے لغوی معنے بتائے۔ حضور نے عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَكُفَّ بَأْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا کے حوالہ سے فرمایا کہ یہ عظیم خوشخبری اور پیشگوئی ہے کہ اگر تُو اے رسول! اکیلا بھی نکلے تو خدا تعالیٰ تیری حفاظت فرمائے گا اور نہ صرف یہ کہ ان کافروں کے ہاتھ روکے گا بلکہ انہیں عبرتناک سزا دے گا۔ حضور انور نے اس سلسلہ میں مختلف روایات بیان کیں جن سے آنحضرت ﷺ کا توکل علی اللہ اور آپؐ کی غیر معمولی حفاظت الٰہی ثابت ہوتی ہے۔ امام رازی کہتے ہیں کہ یہ آیت ثابت کرتی ہے کہ آنحضرتؐ سب سے زیادہ بہادر تھے۔ حضور نے بدر صغریٰ کے واقعہ کی تفصیلات بتائیں اور اس واقعہ کے حوالہ سے پادری وہیری نے جو غلط بیانیاں کی ہیں انہیں بیان کرتے ہوئے آنحضرتؐ اور صحابہؓ سے متعلق اس کی زبان درازیوں کا نہایت مدلل اور مسکت جواب ارشاد فرمایا۔

آیت ٨٦ میں ہے کہ جو کوئی اچھی شفاعت کرے تو اس میں اس کا بھی حصہ ہوگا اور جو بُری شفاعت کرے تو اس پر اس کا کچھ بُرا اثر پڑے گا۔ حضور نے کِفْلٌ اور شَفَاعَة کے لغوی معانی بتائے اور آنحضرتؐ کے شفیع ہونے کے معنوں پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ آنحضرت ﷺ کو شفیع اس لئے چنا گیا کیونکہ آپ خدا

باقی صفحہ نمبر ٢ پر ملاحظہ فرمائیں

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

روزہ کا اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ انسان بھوکا رہے بلکہ چاہئے کہ روزہ دار خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تاکہ تبتّل اور انقطاع حاصل ہو

"روزہ کی حقیقت سے بھی لوگ ناواقف ہیں۔ اصل یہ ہے کہ جس ملک میں انسان جاتا نہیں اور جس عالم سے واقف نہیں اس کے حالات کیا بیان کرے۔ روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اس کا اثر ہے جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اسی قدر تزکیۂ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا منشا اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدنظر رکھنا چاہئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں کہ بھوکا رہے بلکہ اسے چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تاکہ تبتّل اور انقطاع حاصل ہو۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کی تسلی اور سیری کا باعث ہے۔ اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے انہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں جس سے دوسری غذا انہیں مل جاوے"۔

(ملفوظات جلد پنجم طبع جدید صفحہ ١٠٢)

١٩٩٩ء کا سال جو اب طلوع ہوا ہے یہ بہت زیادہ برکتوں کا سال ہے

تمام دنیا کی جماعتوں کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور نیا سال مبارک

یہ سال جماعت احمدیہ کے لئے تو بہر صورت مبارک ہے اور یہ برکتیں بڑھتی جا رہی ہیں اور بڑھتی چلی جائیں گی

اللہ جب فیصلہ کرے گا کہ جماعت کو خوشخبریاں ملیں تو کوئی دنیا کا ہاتھ نہیں جو ان خوشخبریوں کو روک سکے

وقف جدید کے نئے مالی سال کا اعلان۔ الٰہی وعدوں کے ایفاء پر مشتمل عظیم خوشخبریوں کا روح پرور بیان

(خلاصہ خطبہ جمعہ یکم جنوری ١٩٩٩ء)

لندن (یکم جنوری ١٩٩٩ء): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے سورۃ الفاطر کی آیات ٣٠ اور ٣١ کی تلاوت کی اور فرمایا کہ ان آیات کریمہ کی تلاوت اس لئے خاص طور پر کی ہے کہ آج وقف جدید کے نئے سال کا اعلان ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اس آیت میں اور اس کے علاوہ بہت سی خوشخبریاں ہیں جو اس نئے سال سے وابستہ ہو چکی ہیں ان کا ذکر کروں گا۔

حضور نے بتایا کہ ٧٥ ممالک کی طرف سے موصولہ رپورٹس کے مطابق اس سال وقف جدید کی وصولی ١٠ لاکھ ٣٣ ہزار پاؤنڈز ہوئی ہے۔ اس میں گزشتہ سال سے سر دست ٤٩ ہزار پاؤنڈز کی کمی نظر آ رہی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے دوسرے رستوں سے مجھے اتنی رقوم مہیا کر دیں اور میرے تابع مرضی کر دیں کہ جن کے نتیجہ میں جب وقف جدید میں انہیں ڈالا تو کمی کی بجائے ہزارہا پاؤنڈز کا اضافہ ہوا۔

حضور نے فرمایا کہ جو کمی آئی ہے یہ امریکہ کے وقف جدید کی آمد میں کمی آئی ہے۔ اور یہ کمی میری ہدایت کی اطاعت کرنے کی وجہ سے واقع ہوئی اور یہ بھی امریکہ کی جماعت کی شان ہے کہ جو کچھ کہا جائے اسی طرح کرتے ہیں۔ لیکن دو باتوں میں اللہ نے ان کا قدم پیچھے نہیں ہونے دیا۔ ایک یہ کہ باوجود بہت کم ہونے کے آج بھی امریکہ ساری دنیا میں وقف جدید میں سب سے آگے ہے اور پاکستان دوسرے نمبر پر ہے۔ حضور نے فرمایا کہ امریکہ کی آمد میں جو کمی ہوئی ہے اس لحاظ سے یہ کمی ایک لاکھ ١٥ ہزار پاؤنڈز ہونی چاہئے تھی مگر ہوئی صرف ٤٩ ہزار ہے۔ باقی سب جماعتوں کو اپنی گزشتہ آمد کے مقابل پر ہر پہلو سے زیادہ آمد پیش کرنے کی توفیق ملی ہے۔ سب سے زیادہ تعجب انگیز حال پاکستان کا ہے۔ وہاں روپے کی کرنسی کا جو حال ہے وہ سب کو معلوم ہے مگر جماعت پاکستان نے پچھلے سال کے مقابل پر کئی ہزار پاؤنڈز زیادہ دینے کی توفیق پائی۔ روپے کی قیمت میں کمی کے باوجود گزشتہ سال کے مقابل پر

باقی صفحہ نمبر ٩ پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ: مختصرات از صفحہ اول

سے کامل پیوند رکھتے تھے اور جو لوگ آپؐ سے سچا پیوند رکھتے تھے آپؐ ان کے شفیع ہو گئے۔ حضور انور ایدہ اللہ نے سابقہ آیت کے اس آیت کے ساتھ ربط پر بھی روشنی ڈالی۔

اس آیت کے مضامین پر بحث کے دوران حضور انور نے مفسرین کے غیر ضروری چونچلوں کا بھی ذکر فرمایا اور ان پر ساتھ ساتھ تبصرہ بھی فرمایا۔ حضور نے فرمایا کہ نَصِیْبٌ کے معنی معین حصہ کے ہیں۔ کِفْلٌ کے معنے دگنا بھی ہوتا ہے مگر یہ یہاں چسپاں نہیں ہوگا کیونکہ قرآنی اصول کے مطابق کسی سزا کو بڑھایا نہیں جاتا اور کِفْلٌ کے معنے ردّی چیز بھی ہوتا ہے کیونکہ کفل کاٹھی کے اس پچھلے حصہ کو کہتے ہیں جو بیٹھنے والے کو چبھتی اور تنگ کرتی ہے۔ یہ معنے بری شفاعت کرنے والے پر چسپاں ہوتے ہیں۔ مُقِیْتًا کے معنے ہیں محافظ اور نگران۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ شَفَاعَت اور حُکم میں فرق ہے۔ اس تعلق میں حضرت بریرہؓ اور ان کے خاوند کی مثال حضور نے بیان فرمائی۔ کشاف کے مصنف علامہ زمخشری نے یہ معنے کئے ہیں کہ آنحضرتؐ سے دعا کرنا ثابت ہے جو شفاعت حسنہ ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ بھی دعا ہی کیا کرتے تھے اور پھر اللہ کی اجازت سے شفاعت کیا کرتے تھے۔

آیت ۸۷ کے ضمن میں حضور نے فرمایا کہ تَحِیَّةٍ کا معنے تحفہ لیا جاتا ہے۔ تَحِیَّة کے معنے زندگی کی دعا اور خیر سگالی کا اظہار ہے جو دنیا کی تمام قوموں میں رائج ہے۔ قرآن نے تَحِیَّة کی جو شکل بیان کی ہے وہ سب سے عمدہ ہے۔ یعنی جب تمہیں کوئی خیر سگالی کی دعا دے تو اس سے زیادہ خیر سگالی کا جواب دو۔ حسیب کا مطلب ہے حساب لینے والا۔ حَسِیْب کے معنے کافی ہونے کے بھی ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ تحیہ کا اصل معنے Lane نے بتادئے ہیں۔ Lane کہتا ہے کہ وہ سلام جو ایک انسان دوسرے کو Salutation کرتا ہے یعنی اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحمَةُ اللّٰہ۔ اَلتَّحِیَّات ، تَحِیَّة کی جمع ہے جس کا مطلب ہے ہمیشگی کی زندگی۔ یعنی جب ہم نماز میں کہتے ہیں اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ تو مطلب ہے کہ ہمیشگی کی زندگی اللہ ہی کی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ ہر ایک کو تَحِیَّة پہنچاؤ خواہ جانو یا نہ جانو۔ یعنی ہماری طرف سے تمہیں سلام ہی پہنچے گا۔ آنحضرتؐ بچوں کو بھی سلام کیا کرتے تھے۔ سوار کو پیادے کو اور پیادہ کو کھڑے کو سلام کرنے کی ہدایت ہے۔ مراد یہ ہے کہ انسان عجز اختیار کرے۔ چھوٹی جماعت زیادہ لوگوں کو سلام کریں۔ جو جواب دے گا اجر پائے گا اور جو جواب نہ دے گا اس کے لئے کوئی اجر نہیں۔ اگر دو پیدل جا رہے ہوں جو پہلے سلام کرے اسے ثواب ملے گا۔ حضور انور نے فرمایا کہ ہم نے بچپن میں دیکھا کہ ہر شخص دوسرے کو پہلے سلام کرنے کی کوشش کرتا۔

اتوار، ۲۷/ دسمبر ۱۹۹۸ء:

حضور انور نے آج آیت نمبر ۸۹ کی تشریح و تفسیر کو جاری رکھا اور اس آیت کے سلسلے میں مختلف روایات پڑھ کر سنائیں اور ساتھ ساتھ ان پر تبصرہ فرمایا۔

آیت نمبر ۹۰ کے اہم الفاظ کی لغوی تشریح کی۔ وَاقْتُلُوْھُمْ حَیْثُ وَجَدْتُّمُوْھُمْ کے تعلق میں فرمایا کہ علماء قتل کے ظاہری معنے چھوڑ کر اَور اَور معنے ڈھونڈتے ہیں اس لئے کہ ان کی نظر آنحضرتؐ کی قطعی سنت پر تھی کہ آپ نے کبھی منافقین کو قتل نہیں کروایا۔ اس سے ظاہری قتل کی مناہی ثابت ہوتی ہے، نہ کہ تائید۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یُھَاجِرُوْا فِی سَبِیْلِ اللّٰہ کے دو معنی ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ جگہ چھوڑ دیں اور دوسرے یہ کہ بدیوں کو چھوڑ کر اللہ کی رضا کے اعمال کے ساتھ اپنے اندر نمایاں روحانی پاک تبدیلی پیدا کریں۔ حضور انور نے فرمایا کہ حضرت امام رازی کا استنباط کہ ہجرت فتح مکہ تک تھی یہ غلط ہے۔ ہجرت تو ازلی اور ابدی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ یورپین ممالک میں دار الحرب ہے بھی اور نہیں بھی۔ کیونکہ یہاں اسلام کے نام پر ظلم نہیں کیا جاتا۔ ہم یہاں بیٹھے اسلامی احکامات پر عمل کر رہے ہیں، کوئی پولیس چھاپہ نہیں مارتی۔ یہاں دوسری قسم کی ہجرت نہیں روحانی ہجرت ہو رہی ہے۔ ہجرت کے متعلق مسائل حضور نے تفصیل سے بیان کئے اور فرمایا کہ یہاں بھی جو لوگ احمدی ہوتے ہیں، نماز پڑھیں، روزے رکھیں اور چندے دیں تو انہیں دوست بناؤ۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اَلْمُھَاجِرُ مَنْ ھَجَرَ مَا نَھَی اللّٰہُ عَنْہُ یعنی مہاجر وہ ہے جو ہر اس عمل سے ہجرت کر جائے جس سے اللہ نے منع فرمایا ہے۔

آیت نمبر ۹۰ کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ علماء گزشتہ اپنی مختلف توجیہات سے اس آیت سے منافق کے قتل کے تاکیدی حکم کے مقصد کو کبھی حاصل نہیں کر سکتے۔ حضور انور نے تین احادیث کا ذکر فرمایا جن کی رو سے آنحضرت ﷺ نے ان لوگوں کے قتل کا حکم نہ دیا جنہوں نے اسلام کا اقرار کیا اور کلمہ پڑھا۔ اور ایک گستاخ شخص کی انتہائی گستاخی اور منہ پھیر کر چلے جانے پر جب ایک صحابی نے اجازت چاہی کہ وہ اسے قتل کر دیں تو آپؐ نے فرمایا، نہیں شاید وہ نماز پڑھتا ہو۔ نماز پڑھنے کا Benefit of doubt اس شخص کی جان بخشی کا سبب بنا جبکہ پاکستان میں نماز پڑھنا ہی احمدیوں کی گردن زنی کا جواز قرار دیا جاتا ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا "مجھے دلوں میں نقب لگانے اور نہ ہی ان کے پیٹ پھاڑنے کا حکم دیا گیا ہے"۔

آیت نمبر ۹۲ کی تشریح و تفسیر بیان فرمائی اور پھر حاضرین کو سوالات کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

سوموار، ۲۸/ دسمبر ۱۹۹۸ء:

آج درس سورۃ النساء کی آیت نمبر ۹۳ سے شروع ہوا۔ آیت اور اس کا ترجمہ حضور انور نے پڑھا۔ حضور انور نے امام راغب، لسان العرب وغیرہ کے حوالے سے بعض الفاظ کی لغوی تحقیق پیش فرمائی۔ حضور انور نے مفسرین کی آراء بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ قرآن نے قتل کی دیت کے نصاب کی تفصیل بیان نہیں کی کیونکہ دنیا کے اقتصادی حالات بدلتے رہتے ہیں۔ اس لئے مختلف اوقات میں اقتصادی حالات کے مطابق فیصلے آنحضرتؐ کے ارشادات اور فیصلوں کی روح کو مد نظر رکھتے ہوئے علماء، فقہاء اور حکماء کریں گے اور یہ فیصلے ہر حکومت کے الگ الگ بھی ہو سکتے ہیں۔

حضور نے قتل خطا کی دیت سے متعلق مختلف بحثیں پیش کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ کا مسلک بیان فرمایا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا براہین احمدیہ سے روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۴۲۱ سے ایک اقتباس پیش فرمایا جس میں اسلامی نظام میں جرم اور سزا کے تعلق پر بنیادی اور اصولی رہنمائی فرمائی گئی ہے۔

آج آیت ۹۵ تک درس ہوا۔ قتل عمد کے تعلق میں مفسرین کی آراء بیان فرمائیں اور وہیری کے ان آیات سے متعلق جھوٹ اور متضاد باتوں کو کھولا۔

منگل، ۲۹/ دسمبر ۱۹۹۸ء:

سورۃ النساء کی آیت ۹۵ سے درس شروع ہوا۔ اگرچہ کل کچھ حصے پر بحث ہو چکی تھی، حضور نے اس آیت کا پورا ترجمہ دوبارہ پڑھا۔ حضور نے فرمایا عَرَض بے ثبات اور آنی جانی اور بے اعتبار چیز کو کہتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ تبینوا کے سلسلے میں حضرت مصلح موعودؓ کی مبلغوں کو بارہا یہی نصیحت تھی کہ جس علاقے میں جاؤ وہاں کے حالات سے اچھی طرح واقفیت حاصل کرو۔ حضور نے فرمایا کہ عَرَض کے مقابل اللہ نے مومنوں سے مغانم کثیرۃ یعنی دائمی ثواب کا وعدہ فرمایا ہے۔ مغانم عطا کرنے کا سلوک اللہ تعالیٰ کا آج تک جاری ہے۔ مثلاً تجارتوں میں فوائد اور صحراؤں سے تیل عطا کرنا۔ حضور نے فرمایا مغانم کا صرف لڑائی کے اموال سے تعلق نہیں۔ آج سورۃ النساء کی آیت ۱۰۰ تک درس مکمل ہوا۔

بدھ، ۳۰/ دسمبر ۱۹۹۸ء:

آیت نمبر ۱۰۱ میں ہے کہ جو اللہ کی راہ میں ہجرت کرے وہ زمین میں مراغماً کثیراً وسعة پائے گا۔ حضور نے مراغماً کے مختلف معانی کے لحاظ سے اس آیت کا اطلاق کر کے دکھایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی خدا کی راہ میں دینی تنگی کی وجہ سے ہجرت کرے تو اسے ہجرت کے بعد دینی وسعت عطا ہوگی۔ اسلئے یہ یاد رکھنا چاہئے کہ جب وطن کو چھوڑنا چاہیں تو اس صورت میں چھوڑیں کہ اطاعت دینیہ مشکل بنا دی گئی ہو۔ حضور نے فرمایا وطن چھوڑنے کے لئے جدوجہد کرنی پڑتی ہے یہ آسانی سے نہیں چھوڑا جاتا۔ حضور انور نے فرمایا کہ جب میں نے ہجرت کی تھی اس وقت ملاں نے ضیاء پر یہی اعتراض کیا کہ تم نے اسے ملک سے چلے جانے دیا۔ اور اب وہ بڑے بڑے کام کر رہا ہے تو یہ مراغماً کثیراً کا بہترین نقشہ ہے۔ خدا تعالیٰ نے اتنی برکتیں عطا کی ہیں کہ دینی کامیابیوں کے علاوہ جو مالی برکتیں ہیں ان کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ ہجرت کے نتیجے میں بیماری دور ہوتی ہے۔ حضور نے فرمایا کئی ایسے ہیں جو جلسے پر آتے ہیں تو صحت اچھی ہو جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے یہ عجیب نکتہ بیان فرمایا ہے۔ یہ سب مضامین مراغماً کثیراً کے اندر داخل ہیں۔

آیت نمبر ۱۰۲ میں بنیادی بات یہ ہے کہ آنحضرتؐ وحی کے منطوق کے خلاف کبھی کوئی فیصلہ نہ دیتے تھے۔ سفر میں قصر جائز ہے اور آنحضرت ﷺ نے خود اس پر عمل کیا۔ صلوٰۃ العصر اور صلوٰۃ الخوف الگ الگ مسئلے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ سے سفر کے دوران نماز چھوٹی پڑھنا، چھوٹی سورتیں پڑھنا اور نمازوں کو جمع کرنا ثابت ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ نے سفر میں قصر نماز کے متعلق مختلف علماء کی آراء بیان کر کے مسائل کو واضح فرمایا۔

آیت نمبر ۱۰۳ میں ہے اور جب بھی تو ان میں ہو اور تو انہیں نماز پڑھائے۔ حضور انور نے فرمایا یہ حکم ہر امام کے لئے نہیں ہے بلکہ صرف آنحضرتؐ کی شان ہے۔ صلوٰۃِ خوف، قصر کے علاوہ ہے۔ یعنی قصر کو بھی آدھی کر لو۔ حضور نے صلوٰۃِ خوف کی ادائیگی کی قرآنی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ عملاً آنحضرتؐ کی صلوٰۃ خوف بہت لمبی ہوتی تھی۔ اور اس میں حکمت تھی کیونکہ اصل حفاظت دعا کی تھی۔ اِنَّ اللّٰہَ اَعَدَّ لِلْکَافِرِیْنَ عَذَابًا مُّھِیْنًا میں کفار کی ذلت اور شکست کی پیشگوئی ہے۔ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا پر حضور انور نے لمبی تفصیل بیان فرمائی۔ اس ضمن میں کئی مثالیں بیان کیں اور پانچ نمازوں کے اوقات کی حکمت کا ذکر فرمایا۔

آج آیت نمبر ۱۰۷ تک کا درس مکمل ہوا۔

جمعرات، ۳۱/ دسمبر ۱۹۹۸ء:

آج سورۃ النساء کی آیت ۱۰۸ سے درس شروع ہوا اور ۱۱۲ تک جاری رہا۔ حضور نے لفظ جدل کی لغوی تحقیق پیش فرمائی اور ان آیات کے تعلق میں مختلف مفسرین کی تفاسیر کو بیان کرتے ہوئے ان پر محاکمہ فرمایا۔ آنحضرتؐ کے بکثرت استغفار کرنے اور آپؐ سے مروی ایک سید الاستغفار کا ذکر فرمایا۔ (یہ دعا الگ الفضل میں شائع کی جا رہی ہے)۔

جمعۃ المبارک، یکم جنوری ۱۹۹۹ء:

آج فرنچ بولنے والے احباب کے ساتھ ۱۷/ اکتوبر ۱۹۹۷ء کی مجلس سوال و جواب "ملاقات" پروگرام کے وقت میں دوبارہ نشر کی گئی۔ (خلاصہ مرتبہ: امتہ المجید چوہدری)

قبولیت دعا کے طریق

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۱؍جولائی ۱۹۱۶ء میں تشہد تعوذ و سورۃ فاتحہ کے بعد مندرجہ ذیل آیتِ قرآنی کی تلاوت کی وَاِذَاسَأَلَكَ عِبَادِی عَنِّی فَاِنِّی قَرِیْبٌ ۔اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِی وَلْیُؤْمِنُوا بِی لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ. (البقرہ :۱۸۷) اور پھر فرمایا:

"میں نے پچھلے خطبہ جمعہ میں بیان کیا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو میں اس امر کے متعلق کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ انسان کو دعا کس رنگ اور کس طریق میں کرنی چاہئے جس کے نتیجے میں قبولیت کا وہ زیادہ امیدوار ہو۔ اور وہ کیا شرائط ہونے چاہئیں جنکے مطابق کی ہوئی دعا خدا تعالیٰ کے حضور قبول ہو جائے۔ یوں تو اللہ تعالیٰ بادشاہ ہے اور ہم اس کی رعایا۔ کسی کی درخواست اور عرضی کو قبول کرنا بادشاہ کا اپنا کام ہے رعایا کا نہ یہ فرض ہے نہ کام ہے اور نہ حق ہے کہ بادشاہ یا حاکم ضرور ہی اس کی درخواست کو قبول کرے۔ اگر وہ ہر بات کو قبول کرے اور ضرور قبول کرے تو گویا وہ نوکر ہو اور رعایا آقا۔ وہ خادم ہو اور رعایا مخدوم۔ کیونکہ جو کسی کی ہر ایک بات ماننے کے لئے مجبور ہوتا ہے وہ آقا نہیں بلکہ خادم ہوتا ہے۔ آقا خادم کی بات ماننے کے لئے مجبور نہیں ہوتا بلکہ مختار ہوتا ہے۔ اس کے اختیار میں ہوتا ہے کہ چاہے تو قبول کرے اس کے لئے وہ مجبور نہیں ہوتا۔ اور چاہے تو رد کر دے اس سے اس پر کوئی الزام نہیں آتا۔ چونکہ خدا تعالیٰ نہ صرف آقا ہے اور ہم خادم بلکہ وہ مالک ہے اور ہم غلام۔ پھر وہ خالق ہے اور ہم مخلوق۔ تو جبکہ خادم اور آقا کا تعلق بھی ایسا نازک ہوتا ہے کہ خادم کو کبھی یہ امید نہیں ہو سکتی کہ میرا آقا میری ہر ایک بات کو ضرور ہی مان لے گا تو ایک انسان کس طرح خیال کر سکتا ہے کہ اس کی ہر ایک بات خدا تعالیٰ کو قبول کر لینی چاہئے۔ اگر کوئی خادم یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اس کی ہر ایک بات اس کا آقا مان لیتا ہے تو اس کا یہ دعویٰ جھوٹا ہے۔ خادم کو ہمیشہ خدمت کے مقام پر کھڑا رہنا چاہئے اور اپنے رویہ طریق اور خیالات کو اسی حد میں محدود رکھنا چاہئے جو اس کی خادمیت کے مناسب ہے، نہ کہ آقا بننا چاہئے۔

خدا تعالیٰ ہر دعا قبول کرنے کے لئے مجبور نہیں ہے

پس کسی کا یہ امید کرنا یا ایسا خیال کرنا کہ اگر میری تمام دعائیں خدا قبول کرے اور کسی کو ردّ نہ کرے تب خدا، خدا ہو سکتا ہے ورنہ نہیں اس طرح کی بات ہے کہ گویا نعوذ باللہ وہ انسان خدا ہے اور خدا اس کا بندہ۔ یہ آقا ہے اور وہ خادم۔ یہ مالک ہے اور وہ غلام۔ کیونکہ جو کسی کی ہر ایک بات ماننے کے لئے مجبور ہوتا ہے وہ بندہ اور غلام ہوتا ہے نہ کہ منوانے والا خادم اور غلام۔ تو یہ امید کرنا ہی باطل ہے کہ میری تمام کی تمام دعائیں قبول ہو جانی چاہئیں۔ یہ خیال کوئی جاہل سے جاہل اور نادان سے نادان انسان تو کرے ورنہ دانا نہیں کر سکتا۔ گو آج کل کے مسلمانوں میں سے بعض اسی قسم کے خیالات رکھتے ہیں۔ بعض لوگ جو مجھے دعا کے لئے لکھتے ہیں انہیں جواب دیا جاتا ہے کہ انشاء اللہ دعا کی جائے گی۔ مگر کچھ عرصہ کے بعد وہ لکھتے ہیں کہ ابھی تک کام نہیں ہوا، معلوم ہوتا ہے آپ نے دعا نہیں کی، اب آپ ضرور دعا کریں۔ ہم لکھتے ہیں ہمارا کام دعا کرنا ہے وہ کرتے ہیں۔ آگے کام کرنا خدا کے اختیار میں ہے اس میں ہمارا کوئی دخل نہیں۔ اس کے جواب میں لکھتے ہیں کہ آپ نے یہ کیا لکھ دیا۔ آپ تو جو چاہیں خدا سے منوا سکتے ہیں۔ پس ہمارا یہ کام بھی کروا دیجئے۔ تو اس قسم کے خیالات ہیں آج کل کے مسلمانوں کے جو اس جہالت کا نتیجہ ہیں جو ان میں پھیلی ہوئی ہے۔ انہوں نے کسی کے بزرگ ہونے کے یہ معنی سمجھ رکھے ہیں کہ وہ نعوذ باللہ خدا سے بھی بزرگ ہے، جو چاہے کروا سکتا ہے۔ حالانکہ بزرگ کے اصل معنے یہ نہیں کہ وہ لوگوں میں سے بزرگ ہے جیسے کہتے ہیں کہ باپ کا بزرگ بیٹا یعنی سب سے بڑا بیٹا۔ اس کے یہ معنی نہیں ہوا کرتے کہ وہ اپنے باپ سے بھی بزرگ ہے۔ بلکہ یہ کہ دوسرے بھائیوں سے بزرگ ہے۔ اسی طرح خدا کے بزرگ کے یہی معنے ہیں کہ اس کی مخلوق سے بزرگ ہے اور خدا اوروں کی نسبت اس کی دعائیں زیادہ قبول کرتا ہے جیسے گورنمنٹ کے اعلیٰ حکام ہوتے ہیں ان کی باتیں دوسروں کی نسبت بہت زیادہ مانی جاتی ہیں۔ مگر یہ نہیں ہوتا کہ گورنمنٹ ان کی سب کی باتیں مان لے۔ تو یہ ایک باطل عقیدہ ہے جو پھیلا ہوا ہے کہ خدا کو سب دعائیں قبول کرنی چاہئیں۔

پچھلے جمعہ کے خطبہ میں جو میں نے یہ کہا تھا کہ ایسے طریق بتاؤں گا جن سے دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اس سے شاید کسی کے دل میں یہ بات آئی ہو کہ اگلے جمعہ میں کوئی ایسی ترکیب بتا دی جائے گی جس سے جو چاہیں گے خدا تعالیٰ سے منوا لیں گے اور اب یہ سن کر کہ خدا تعالیٰ ہر ایک دعا قبول کرنے کے لئے مجبور نہیں ہے اور نہ ہی کسی عقل مند کو یہ خیال کرنا چاہئے کہ اس کی تمام دعائیں قبول ہو جائیں گی۔ کوئی کہہ دے کہ پہاڑ کھودنے سے چوہا ہی نکلا ہے یعنی جب کسی بڑی چیز کی امید ہو اور بہت چھوٹی چیز حاصل ہو تو یہی کہا جاتا ہے۔ پس اگر کسی نے یہ خیال کیا تھا کہ اگلے جمعہ میں کوئی ایسا طریق بتا دیا جائے گا جس سے جو بات چاہیں گے خدا سے قبول کروا لیں گے تو وہ اپنے دل سے اس کو نکال دے کیونکہ یہ کفر ہے اور یہ بات نہ میرے ذہن میں آئی اور نہ ہی کسی ایسے انسان کے ذہن میں آسکتی ہے جو خدا تعالیٰ کی عظمت، جلال اور قدرت سے واقف ہے۔ میرا ادعا تو یہ تھا کہ ایسا طریق بتایا جائے جس سے نسبتاً خدا تعالیٰ زیادہ دعائیں قبول فرمالے۔ یہ ہرگز نہیں تھا کہ میں کوئی ایسا گر جانتا ہوں یا بتا سکتا ہوں یا یہ کہ میرا عقیدہ ہے کہ خدا تعالیٰ سے انسان جو چاہے منوا سکتا ہے۔

پس میں پہلے اس بات کو صاف کرنا چاہتا ہوں کہ میں قطعاً کوئی ایسا گر نہیں جانتا کہ جس سے آقا خادم اور خادم آقا بن جائے۔ خالق مخلوق ہو جائے اور مخلوق خالق۔ مالک غلام قرار پا جائے اور غلام مالک۔ کیونکہ آقا، آقا ہی ہے اور غلام، غلام۔ خدا تعالیٰ ازل سے آقا ہے، خالق ہے، مالک ہے، رازق ہے اور ہمیشہ اسی طرح رہا ہے، اسی طرح رہے گا۔ انسان ہمیشہ سے خادم، مخلوق اور مملوک رہا ہے اور اس کی یہی حالت ہمیشہ رہے گی۔ حتی کہ جنت میں جب اعلیٰ سے اعلیٰ مدارج پر ہوگا تو بھی یہی حالت ہوگی۔ تو اس قسم کا خیال کفر ہے اور میں ہرگز ہرگز اس کا قائل نہیں۔ ہاں ایسے رنگ اور طریق ضرور ہیں کہ جن سے انسان اللہ تعالیٰ کو خوش کر کے جہاں تک آقا اور مالک، خالق اور مخلوق، مالک اور مملوک کا تعلق ہے اپنی بات منوا سکتا ہے۔ جیسے ایک بچہ اپنے باپ سے اور شاگرد اپنے استاد سے منوا لیتا ہے مگر ایسا کوئی بچہ نہیں ہو سکتا جو باپ سے اپنی ہر بات منوا لے اور ایسا کوئی شاگرد نہیں ہو سکتا جو استاد سے جو چاہے منظور کروا لے۔ کوئی جاہل اور نادان باپ یا استاد ہر ایک بات مان لے تو یہ ایک الگ بات ہے جیسا کہ کہتے ہیں کہ کسی پٹھان نے اپنے لڑکے کو پڑھانے کے لئے ایک استاد رکھا تھا۔ ایک دن استاد نے لڑکے کو سبق یاد نہ کرنے پر اسے سخت پیٹنا شروع کر دیا۔ لڑکا تلوار لے کر مارنے پر آمادہ ہو گیا۔ استاد بے چارہ جان بچانے کے لئے بھاگا، وہ اس کے پیچھے دوڑا۔ راستہ میں لڑکے کا باپ مل گیا۔ استاد صاحب نے سمجھا کہ اب جان بچ جائے گی۔ اس لئے اس کے پاس جا کر کہنے لگا دیکھئے آپ کا لڑکا مجھے قتل کرنا چاہتا ہے، اس کو روکئے۔ اس نے کہا کہ بھاگو مت ٹھہر جاؤ۔ میرے بیٹے کا یہ پہلا وار خالی نہ جانے پائے۔ تو کوئی بے وقوف ہی ایسا کر سکتا ہے نہ کہ عقل مند۔ پس میں جو دعاؤں کے قبول ہونے کا طریق بتاؤں گا وہ ایسا ہی ہوگا کہ جس سے خدا زیادہ دعائیں قبول کر لے گا، نہ ایسا کہ ہر ایک دعا کو قبول کر لے گا۔

پہلا طریق جس سے دعائیں قبول ہوتیں اور کثرت سے خدا تعالیٰ سنتا ہے وہ تو اس قسم کا ہے کہ ہر ایک انسان اسے اختیار نہیں کر سکتا۔ بلکہ خاص خاص انسان ہی اس پر چل سکتا ہے کیونکہ وہ انسان کے کسب سے متعلق نہیں بلکہ اس کے رتبہ اور مرتبہ سے تعلق رکھتا ہے۔ اس مرتبہ کا جو انسان ہوتا ہے اس کی نسبت تو میں یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ اس کی ہر ایک دعا قبول ہو جاتی ہے۔ ابھی میں نے اس بات سے انکار کیا تھا کہ انسان کی ہر ایک دعا قبول نہیں ہوتی۔ مگر اب میں نے کہا ہے کہ اس مرتبہ کے انسان کی ہر ایک دعا قبول ہو جاتی ہے ان دونوں باتوں میں اختلاف پایا جاتا ہے لیکن جب میں یہ بتاؤں گا کہ وہ مرتبہ کیا ہے تو آپ لوگ خود بخود سمجھ جائیں گے کہ کوئی اختلاف نہیں ہے۔

میں نے اس مرتبہ اور مقام کا نام آلہ یعنی ہتھیار رکھا ہوا ہے۔ جس کے ہاتھ میں ہتھیار ہو وہ اسے جہاں چلائے چلتا ہے اور اگر وہ ہتھیار ضرب نہ لگائے تو اسکا قصور نہیں ہوتا بلکہ چلانے والے کا ہوتا ہے۔ لیکن کوئی چلانے والا یہ کبھی نہیں چاہتا کہ وہ کوئی ہتھیار چلائے اور وہ نہ چلے بلکہ وہ یہی چاہتا ہے کہ میں جہاں بھی چلاؤں وہیں چلے۔ اسی طرح انسان پر ایک ایسا وقت آتا ہے جبکہ وہ خدا کے ہاتھ میں بطور ہتھیار کے ہو جاتا ہے۔ وہ نہیں کھاتا جب تک کہ خدا اسے نہیں کھلاتا۔ وہ نہیں پیتا جب تک کہ خدا اسے نہیں پلاتا۔ وہ نہیں سنتا جب تک کہ خدا اسے نہیں سناتا۔ وہ نہیں جاگتا جب تک کہ خدا اسے نہیں جگاتا۔ وہ نہیں سوتا جب تک کہ خدا اسے نہیں سلاتا۔ غرضیکہ اس کی ہر حرکت اور ہر سکون اللہ تعالیٰ کے لئے اور اسی کے اختیار میں ہوتی ہے۔ ایسا انسان جو دعا کرتا ہے وہ قبول ہو جاتی ہے۔ کیونکہ وہ اس کی نہیں ہوتی بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے اس کے کرنے کا حکم ہوتا ہے اس لئے کرتا ہے۔ اور اس کی دعا کا قبول کر لینا خدا تعالیٰ کی شان کے خلاف نہیں ہے کیونکہ جو دعا مانگی جاتی ہے وہ دراصل خدا ہی نے منگوائی ہوتی ہے۔ پس چونکہ مانگنے والا بھی اللہ تعالیٰ ہی ہوتا ہے اور دینے والا بھی اللہ ہی۔ اس لئے وہ ضرور قبول ہو جاتی ہے اور ممکن نہیں کہ قبول نہ ہو۔ مثال کے طور پر دیکھئے۔

جب کوئی حاکم اپنے ماتحت کام کرنے والوں کا معائنہ کرنے آتے ہیں تو ماتحت اپنی ضروریات کو ان کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ مثلاً فرض کرو ایک ڈپٹی کمشنر تحصیل میں آیا۔ اور تحصیلدار نے اپنی ضروریات اس کے سامنے پیش کیں کہ فلاں چیز کی ضرورت ہے، فلاں سامان خریدنا ہے، فلاں کام کروانا ہے، وغیرہ وغیرہ۔ وہ ان میں سے کچھ مان لے گا اور کچھ ردّ کر دے گا لیکن کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ ڈپٹی کمشنر خود کوئی ضرورت دیکھتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ چیز بھی ہونی چاہئے اسکے لئے تحصیلدار کو کہتا ہے کہ اس چیز کی منظوری حاصل کرنے کے لئے رپورٹ کر دو۔ وہ رپورٹ کر دیتا ہے۔ اب یہ کبھی نہ ہوگا کہ ڈپٹی کمشنر اس رپورٹ کو ردّ کر دے یا نامنظور کر دے کیونکہ اس کے متعلق وہ خود کہہ گیا تھا کہ کرو۔ اسی طرح خدا تعالیٰ بھی اپنے بندے کی زبان پر خود دعا جاری کرتا ہے۔ پس جب خود کرتا ہے تو پھر اسے ردّ نہیں کرتا۔ یہ اس بندے کے قرب اور درجہ کے اظہار کے لئے ہوتا ہے اور اگر وہ کوئی اور دعا کرنے لگے تو خدا تعالیٰ اس کے دل اور دماغ پر ایسا تصرف کر لیتا ہے کہ اس کے منہ سے وہ کلمات ہی نہیں نکلتے جو وہ نکالنا چاہتا تھا بلکہ ایسے کلمات نکلتے ہیں جو قبول ہونے والے ہوتے ہیں۔

تو ایسے انسانوں کے دعا کرنے کے دو طریق

ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام یا کشف یا وحی یا رؤیا کے ذریعہ سے انہیں بتادیا جاتاہے کہ یہ دعا مانگو۔

دوسرا یہ کہ اگر وہ کوئی ایسی دعا مانگنے کی نیت کرے جو قبول نہ ہونے والی ہو تو خدا تعالیٰ کی طرف سے ایسا تصرف ہوتا ہے کہ ان کی نیت بالکل بدل جاتی اور یہ خواہش ہی بالکل جاتی رہتی ہے کہ دعا کرے۔ پھر جو الفاظ اور جو طریق اس دعا کے کرنے کے لئے اس کے مدّنظر ہوتا ہے وہ بھول جاتا ہے اور زبان سے خدا کی طرف سے بنے بنائے الفاظ جاری ہو جاتے ہیں جس سے خود بھی حیران رہ جاتا ہے کہ میں کہنا کیا چاہتا تھا اور کہہ کیا رہا ہوں۔ اس قسم کی دعامیں وسعت بھی بہت زیادہ ہوتی ہے، اتنی کہ دو دو گھنٹے گزر جاتے ہیں مگر انسان سمجھتا ہے کہ کوئی پانچ چھ منٹ ہوئے ہونگے۔ وقت گزرتے ہوئے بھی پتہ نہیں لگتا کیونکہ وہ ایسا محو ہوتا ہے کہ اس دنیا سے اس کا دل و دماغ بالکل کھنچ جاتا ہے۔ اور صرف خدا ہی خدا اسے نظر آتا ہے۔

مگر یہ کوئی ایسا طریق نہیں ہے جس کے متعلق ہر ایک انسان کو کہہ دیا جائے کہ اس طرح کیا کرو۔ کیونکہ یہ مرتبہ سے تعلق رکھتا ہے جس کا پانا کسی انسان کے اپنے اختیار میں نہیں۔ پس جبکہ یہ انسانی اختیار میں ہی نہیں تو اس پر عمل کرنا یا کر سکنے کے کیا معنے؟ اس لئے میں یہ طریق بھی نہیں بتاؤں گا بلکہ وہ بتاؤں گا جس میں بندے کا اختیار اور تصرف ہو لیکن اس سے یہ نہیں ہوگا کہ ساری کی ساری دعائیں قبول ہو جاتی ہیں بلکہ یہ کہ زیادہ قبول ہوتی ہیں۔

خدا تعالیٰ اسی کی دعا قبول کرتا ہے جو اس کو راضی رکھتا ہے

پس سب سے پہلا طریق جو میں بتانا چاہتا ہوں وہ اسی آیت میں ہے جو میں نے ابھی پڑھی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِذَاسَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَاِنِّي قَرِيْبٌ ۔اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِي وَلْيُؤمِنُو ا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ۔ میرے بندے جب میری نسبت سوال کریں یعنی کہیں کہ خدا کس طرح دعا قبول کرتا ہے تو کہو فَاِنِّي قَرِيْب میں سب سے بہتر مدعا کو پورا کر سکتا ہوں کیونکہ میری ایک صفت یہ بھی ہے کہ میں ہر ایک چیز کے قریب ہوں۔ دعا کرنے والے کے بھی اور جس مدعا کے لئے دعا کی جائے اس کے بھی۔

یہاں ایک سوال ہو سکتا تھا اور وہ یہ کہ ہر ایک قریب ہونے والا تو فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ ایک چپڑاسی بادشاہ کے دربار میں جاتا ہے لیکن وہ ایسا نہیں کر سکتا کہ کسی کرسی پر بیٹھ سکے۔ اسی طرح چتر اٹھانے والا وزیر سے بھی زیادہ بادشاہ کے قریب بیٹھا ہوتا ہے مگر کیا وہ وزیر کی کرسی پر بیٹھنے کی جرأت کر سکتا ہے؟۔ ہرگز نہیں ۔ تو انسان کے خدا کے نزدیک ہونے سے یہ تو نہیں ہو سکتا کہ خدا تعالیٰ اس کی دعا بھی قبول کرلے گا اور وہ اس وجہ سے فائدہ حاصل کرلے گا۔ اس کے متعلق خدا تعالیٰ نے ایک ایسا گُر بتایا ہے جس میں اس سوال کا جواب بھی آ جاتا ہے اور جو عام طور پر فطرت انسانی میں کام کرتا نظر آتا ہے اور وہ یہ کہ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِي تم میری ہر ایک بات مان لیا کرو۔ اور جو حکم ہم نے تمہارے لئے بھیجے ہیں ان پر عمل کرو۔ اور اپنے تمام حرکات و سکنات کو شریعت کے ماتحت لے آؤ تو پھر تمہاری دعامیں قبولیت بہت بڑھ جائے گی۔ کیوں؟۔ اس لئے کہ خادم کو انعام اس وقت ملا کرتا ہے جبکہ آقا خوش ہوتا ہے۔

اگر کوئی خادم اپنے آقا کو ناراض کر کے مانگتا ہے تو محروم رہتا ہے اس طرح کبھی کسی کو انعام نہیں ملا کرتا کیونکہ ناراضگی کا وقت ایسا نہیں ہوتا جبکہ انعام و اکرام دیا جائے۔ چھوٹے بچوں ہی کو دیکھ لو۔ انہیں کوئی سمجھ نہیں ہوتی لیکن اگر ماں باپ سے کچھ مانگنے آئیں اور انہیں غصہ میں دیکھیں تو چپکے ہو کر الگ بیٹھ جاتے ہیں لیکن جب خوشی میں دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ چیز لے دو وہ لے دو۔ تو بچے بھی سمجھتے ہیں کہ غصہ میں ہماری بات نہیں مانی جائے گی ۔ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کوئی بلا وجہ نہیں ہوا کرتی۔ اسی وقت ہوتی ہے جبکہ اس کے احکام کی خلاف ورزی کی جائے۔ پس دعامیں قبولیت حاصل کرنے کا ایک رنگ یہ ہے کہ انسان اپنے اعمال پر غور کرے کہ کوئی فعل اس سے شریعت کے خلاف تو نہیں ہو گیا۔ ہر ایک کام جو وہ کرے شریعت کے ماتحت کرے جب یہ حالت پیدا ہو جائے گی تو اس کی دعا قبول ہو جائے گی۔ جس طرح ایک محنتی طالب علم جو اچھی طرح سبق یاد کر کے لاتا ہو۔ استاد کے نزدیک اس کی بات زیادہ مانی جاتی ہے بہ نسبت اس لڑکے کے جو یاد کر کے نہ لاتا ہو۔ عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ اگر طلباء نے چھٹی لینی ہو تو جو لڑکا لائق ہو اسے استاد کے پاس بھیجتے ہیں تاکہ وہ چھٹی مانگے۔ اس کی ایک وجہ ہوتی ہے اور وہ یہ کہ طالب علم سمجھتے ہیں کہ اگر ایسے لڑکوں نے چھٹی مانگی جو سکول کا کام اچھی طرح نہیں کرتے تو استاد کہے گا کہ پڑھائی سے بچنے کے لئے چھٹی لیتے ہیں۔ اور اگر لائق لڑکے مانگیں گے تو پھر ایسا خیال نہیں کیا جائے گا۔ چونکہ استاد پہلے بھی ان پر خوش ہوتا ہے اس لئے رخصت دے دے گا۔ خدا تعالیٰ بھی اسی کی دعا قبول کرتا ہے جو اس کو راضی رکھتا ہے۔ اس لئے فرمایا فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِي میرے بندوں کو چاہئے کہ اگر وہ اپنی دعاؤں کو قبول کروانا چاہتے ہیں تو میری باتیں مان لیا کریں۔ اگر یہ میرے احکام کو قبول کریں گے اور ان پر عمل کریں گے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ان کی دعائیں قبول ہو جائیں گی۔ خدا تعالیٰ نے اپنے آپ کو مومن کا ولی قرار دیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے دوست اسے نہیں کہتے جو ہر ایک بات مان لے بلکہ اسے کہتے ہیں جو کچھ مانے اور کچھ منوائے۔ اللہ تعالیٰ اپنے آپ کو مومنوں کا ولی فرماتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ بہت سی باتیں بندہ کی میں مان لیتا ہوں اور بہت سی اسے ماننی چاہئیں۔ خدا فرماتا ہے کہ جو مجھے پکارتا ہے میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔ مگر اس کے قبول ہونے کا طریق یہ ہے کہ وہ بھی میری باتیں قبول کرے۔ وہ میرے احکام کو مانے پھر اسے جو تکلیفیں اور مصیبتیں پیش آئیں گی ان کو میں دور کروں گا۔ گویا خدا تعالیٰ ایک عہد کرتا ہے کہ تم میری باتیں مانو میں تمہاری مانوں گا تو دعا کے قبول ہونے کا یہ پہلا گُر خدا تعالیٰ نے اس آیت میں بتادیا ہے۔

خدا تعالیٰ بندہ کے یقین پر دعا قبول کرتا ہے

دوسرا گُر بھی اسی آیت میں ہے اور وہ یہ کہ فرمایا وَلْيُؤمِنُوْا بِي۔ اگر میرے بندے دعا قبول کروانا چاہتے ہیں تو اس کا دوسرا طریق یہ ہے کہ مجھ پر ایمان بھی لائیں۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ زائد الفاظ ہیں کیونکہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی تمام باتیں مانے گا ضرور ہے کہ وہ ایمان بھی لائے گا اور جو ایمان نہیں لائے گا وہ مانے گا بھی نہیں۔ مثلاً جو نماز پڑھے گا، روزے رکھے گا، زکوٰۃ دے گا، حج کرے گا وہ یونہی نہیں کریگا اور نہ ہی رسمی طور پر۔ کیونکہ رسمی طور پر کرنے کی خدا تعالیٰ نے پہلے ہی نفی فرمادی ہے۔ کیونکہ پہلے یہ نہیں فرمایا کہ اگر تم شریعت کے حکموں پر عمل کرو گے تو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ بلکہ لفظ ہی ایسا رکھا ہے جو شریعت پر عمل کرنا بھی ظاہر کر دیتا ہے اور رسم کے طور پر عمل کرنے کا رد بھی کر دیتا ہے۔ یعنی استجابت۔ اس کے معنے ہیں کہ ایک طرف سے آواز آئے اور دوسرا اس کو قبول کر کے اس پر عمل کرے۔ نہ یہ کہ کسی کے اپنے نفس میں رحم اور سخاوت ہے تو وہ بھی اس کا مصداق ہو سکے اور نہ ہی رسمی یا عادت کے طور پر کوئی کام کرنا اس میں داخل ہو سکتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ جو میری آواز سنے اور اس پر عمل کرے اس کی دعا قبول ہوگی۔ اس طرح ایک ناقص ایمان والا شخص جو رسمی طور پر شریعت کے احکام پر عمل کرتا ہے۔ یا ایک دہریہ جو یونہی لوگوں کے ڈر سے نماز پڑھ لیتا ہے داخل نہیں ہو سکتا۔ پھر سوال ہوتا ہے کہ وَلْيُؤمِنُوابِي کے فرمانے کا کیا مطلب ہوا۔ جب پہلے سے ہی یہ شرط موجود ہے کہ دعا اس وقت قبول ہوتی ہے جبکہ استجابت ہو۔ اور استجابت اس وقت ہوتی ہے جب ایمان باللہ ہو۔ تو پھر ایمان لانے کے کیا معنی۔ استجابت جب ایمان لانے کے بغیر ہو ہی نہیں سکتی تو پہلے ایمان ہونا چاہئے اور بعد میں استجابت۔ نہ کہ پہلے استجابت اور بعد میں ایمان۔ اس صورت میں ایک ظاہر بین کو اختلاف نظر آتا ہے لیکن یہ بات غلط ہے۔

یہاں خدا تعالیٰ پر ایمان لانے سے اس کی شریعت پر ایمان لانا مراد نہیں ہے بلکہ دعا کے قبول ہونے کا ایک اور گر بتایا ہے جس کے نہ سمجھنے سے بہت سے لوگوں نے ٹھوکر کھائی ہے اور ان کی دعائیں رڈکی گئی ہیں۔ وہ گر یہ ہے کہ انسان شریعت کے تمام احکام پر عمل کرے اور دعائیں مانگے مگر ساتھ ہی اس بات پر ایمان بھی رکھے کہ خدا تعالیٰ دعائیں قبول کرتا ہے۔ بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ شریعت کے احکام پر بڑی پابندی سے عمل کرتے ہیں۔ ان کے دلوں میں خشیت اللہ بھی ہوتی ہے۔ بڑے خشوع و خضوع سے دعائیں بھی کرتے ہیں مگر پھر یہ کہتے ہیں کہ فلاں اتنا بڑا کام ہے اس کے متعلق دعا کہاں سنی جا سکتی ہے یا یہ کہتے ہیں کہ ہم گنہگار ہیں ہماری دعا خدا کہاں سنتا ہے۔ اس قسم کا کوئی نہ کوئی خیال شیطان ان کے دل میں ڈال دیتا ہے جس سے ان کی دعا میں قبولیت نہیں رہتی۔ اس نقص سے بچنے کے لئے خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ تم اس بات پر بھی ایمان رکھو کہ جب تم ہمارے احکام پر اچھی طرح چلو گے تو میں تمہاری دعائیں قبول کر لوں گا۔ جب یہ یقین ہو تو پھر دعا قبول ہوتی ہے۔ لیکن اگر کوئی زبان سے دعا تو کرتا ہے لیکن اسے یقین نہیں کہ خدا اس کی دعا کو قبول کرے گا تو کبھی اس کی دعا قبول نہ ہو سکے گی کیونکہ خدا تعالیٰ بندہ کے یقین پر دعا قبول کرتا ہے۔ اگر کسی کو یقین ہی نہ ہو تو لاکھ ماتھا رگڑے کیونکہ جس کو خدا پر امید نہیں ہوتی اس کی دعا وہ نہیں سنتا۔

فرماتا ہے لَاتَايْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ (یوسف: ۸۸) اللہ کی رحمت سے کبھی ناامید نہ ہو۔ اللہ کی رحمت سے کوئی ناشکرا انسان ہی ناامید ہوتا ہے ورنہ جس نے اپنے اوپر خدا تعالیٰ کے اس قدر نشان دیکھے ہوں جن کو وہ گن بھی نہیں سکتا وہ ایک منٹ کے لئے بھی یہ خیال نہیں کر سکتا کہ میرا فلاں کام خدا نہیں کرے گا اور فلاں دعا قبول نہیں ہوگی۔ خواہ اس کی کیسی ہی خطرناک حالت ہو اور کیسی ہی مشکلات اور مصائب میں گھرا ہوا ہو پھر بھی وہ یہی سمجھتا اور یقین رکھتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے ایک ادنیٰ سے ادنیٰ اشارہ سے بھی یہ سب کچھ دور ہو سکتا ہے اور خدا ضرور دور کرے گا۔ اور اگر اسے دعا کرتے کرتے بیس سال بھی گزر جائیں تو بھی یہی یقین رکھتا ہے کہ میری دعا ضائع نہیں جائے گی۔ اور اس وقت تک دعا کرنے سے باز نہیں رہتا جب تک کہ خدا تعالیٰ ہی منع نہ کردے کہ اب یہ دعا مت کرو۔ گو اس کی دعا قبول نہ ہو لیکن آخر کار خدا تعالیٰ کے کلام کا شرف تو حاصل ہو گیا کہ خدا نے فرمادیا کہ اب دعا نہ مانگو۔ تو جب تک خدا تعالیٰ نہ کہے اس وقت تک دعا کرنے سے نہیں رکنا چاہئے۔

تھک کر یا مایوس ہو کر دعا کرنا چھوڑ نہ دیں

دعا قبول نہ ہو تو بھی انسان کو یہ نہیں چاہئے کہ وہ دعا کرنا چھوڑ دے۔ کیونکہ اگر اب قبول نہیں ہوئی تو پھر سہی، پھر سہی۔ دیکھو بعض اوقات جب بچہ ماں سے پیسہ مانگتا ہے تو اسے نہیں بھی ملتا۔ لیکن اس کے بار بار کے اصرار پر مل ہی جاتا ہے اسی طرح انسان کو کرنا چاہئے۔ اگر ایک دفعہ دعا قبول نہ ہو تو دوسری دفعہ سہی، دوسری دفعہ نہ ہو تو تیسری دفعہ سہی۔ تیسری دفعہ نہ سہی تو چوتھی دفعہ سہی حتی کہ کبھی تو ہو ہی جائے گی۔ اس لئے مانگنے سے نہیں رکنا

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

تبتّل خدا کی خاطر کرنے کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ خدا نے جو کارخانۂ قدرت جاری فرمایا ہے اس سے انسان مستغنی ہو جائے

سچا صبر عبادت کے ذریعہ نصیب ہو سکتا ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲۷ر نومبر ۱۹۹۸ء بمطابق ۲۷ر نبوت ۱۳۷۷ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

يٰا اَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ.

یہ سورہ البقرہ آیت ۱۷۳ ہے جس کی میں نے تلاوت کی ہے۔ اس کا سادہ ترجمہ یہ ہے کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ جو اللہ نے تمہیں رزق عطا فرمایا ہے اس میں سے طیّبات کھایا کرو وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اور اللہ کا شکر ادا کرو اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ اگر واقعۃً تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔ یہاں كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ کے دو ایسے واضح معانی ہیں جو پیش نظر رہنے ضروری ہیں۔ اول یہ کہ جو بھی اللہ تعالیٰ نے رزق عطا فرمایا ہے اس میں سے بہترین کھایا کرو۔ رزق میں ہر قسم کے رزق شامل ہیں اور اچھا بھی، اور اَور بھی اچھا، اس سے بھی اچھا تو یہ بات یہاں بہترین کے معنوں میں ہے جو پاکیزہ ہو، جو تازہ ہو، جس میں سے خوشبو آرہی ہو، صحت کے لئے مفید ہو۔ یہ ساری باتیں لفظ طیّبٰت کے تابع ادا ہوتی ہیں۔

تو اللہ تعالیٰ نے جو تمہیں رزق عطا فرمایا ہے اس میں سے ہر قسم کا رزق کھانے کی بجائے مومن کی شان یہ ہے کہ اس میں سے بہترین حصہ کھائے۔ دوسری بات یہ ہے كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ کہ مومنوں کو تو اللہ تعالیٰ طیب رزق ہی عطا فرماتا ہے اور یہاں طیب سے مراد ہے اس میں غیر اللہ کی کوئی ملونی نہیں، کسی غیر کا کوئی احسان شامل نہیں، ایسا پاکیزہ رزق ہے کہ جسے خالصۃً اللہ تعالیٰ نے مومن کو عطا فرمایا ہے اور اس کی کمائی کے پاکیزہ ہونے کی طرف از خود اس میں اشارہ موجود ہے۔ اگر مومن کی کمائی پاکیزہ نہیں تو رزق کیسے پاکیزہ ہو جائے گا۔ گندی کمائی کا خریدا ہوا رزق خواہ بظاہر پاکیزہ ہو دنیا کا بہترین رزق بھی ہو مگر اگر گندی کمائی سے خریدا ہے تو اس کا اثر گندہ ہو جاتا ہے اور اس میں کوئی برکت باقی نہیں رہتی۔

تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ جو ہم نے تمہیں رزق عطا فرمایا ہے وہ طیّب ہے اور طیّب ہی رہنا چاہئے کیونکہ جو ہم عطا کرتے ہیں اس میں ناجائز کی ملونی نہیں ہوا کرتی۔ پس جو رزق تم کماؤ لیکن بظاہر تم کما رہے ہو اور پاک بھی ہو اگر رزق گندی کمائی سے کمایا گیا ہے تو وہ ہمارا رزق نہیں ہے پھر۔ یعنی اوّل پیدا تو خدا ہی کرتا ہے مگر وہ رزق نہیں جو بندوں کو دینا چاہتا ہے اس لئے بندوں کی نیتوں کی یا ان کے اعمال کی ملونی سے رزق گندہ ہو جایا کرتا ہے۔ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ اور اللہ ہی کا شکر ادا کرو اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔ اللہ کا ہی شکر ادا کرو میں مضمون واضح ہے اور پہلی بات سے متعلق ہے کہ جب اللہ ہی عطا کرتا ہے اور سچا اور پاک رزق اللہ ہی دینے والا ہے تو پھر غیر اللہ کے شکر کی حاجت کوئی نہیں رہتی۔ کسی محسن کے حقیقی شکر کی حاجت نہیں رہتی۔ اگر کسی محسن کا شکر ادا کرنا ہے تو اللہ کے فرمان کے مطابق ادا کرنا ہے یعنی دنیا کے تقاضے بھی پورے کرنے ہیں تو محض اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ تقاضے پورے کئے جائیں مگر دلوں کا رجحان خدا ہی کی طرف رہنا چاہئے اور حقیقی شکر اسی کا ادا ہونا چاہئے کیونکہ سب کچھ عطا کرنے والا اور سب پاکیزہ چیزیں عطا کرنے والا وہی ہے۔

اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ اگر واقعۃً تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔ مراد یہ ہے کہ غیر اللہ کی نفی کرتے ہو اور محض خدا کی خاطر اپنی زندگیوں کو ڈھالتے ہو، اپنی ساری طاقتیں اس کے حضور سربسجود کر دیتے ہو تو اس صورت میں پھر غیر اللہ سے ایک قسم کا انقطاع ہو جائے گا۔ تبتّل کے ایک معنٰی یہ بھی ہیں یا تبتّل کے زیادہ تفصیلی معنے اور گہرے معنے یہ بھی ہیں یعنی بیک وقت دنیا سے علیحدگی مگر اس کے باوجود دنیا سے تعلقات۔

اور جس رزق کا ذکر فرمایا جا رہا ہے انسان کما کیسے سکتا ہے اگر وہ دنیا میں پڑ کے اس کے کام نہ ادا کرے۔ تو بہت ہی دلچسپ تعلقات ہیں یہ اس آیت میں شکر کے اور پچھلی آیت جو میں نے بیان کی تھی، پڑھی تھی تَبَتَّلْ اِلَی اللّٰہ کی۔

اگر تبتّل اِلَی اللّٰہ کا یہ مطلب ہوتا کہ تمام دنیا کے کاروبار سے ہٹ کر، بے نیاز ہو کر تم خدا ہی کی طرف کلیۃً ہو جاؤ، جھک جاؤ تو وہ رزق کہاں سے آئے گا جو تم نے خدا کی راہ میں خرچ کرنا ہے۔ اگر دنیا سے تعلقات ٹوٹنے کا مطلب ہے زندگی کے کاروبار سے الگ ہو جاؤ تو پھر تو انسان اس قابل ہی نہیں رہتا کہ خود کچھ کھا سکے یا اپنی بیوی بچوں کو کچھ کھلائے۔ تو کون سی طیّبات ہیں جو اسے حاصل ہونگی آسمان سے تو نہیں اتریں گی وہ اس طرح کہ چھپّر پھاڑ کے اس کو کھانے مل رہے ہوں مگر یہ طیبات آسمان ہی سے اترتی ہیں۔ ایک عارف باللہ کو دکھائی دیتا ہے کہ خدا ہی نے سب کچھ اتارا ہے ان معنوں میں آسمان سے اترتی ہیں مگر دنیا سے منہ موڑ کر الگ بیٹھنے والے کے لئے آسمان سے کچھ نہیں اترا کرتا اور دنیا سے ان معنوں میں منہ موڑنا تبتّل نہیں بلکہ تکبّر ہے کیونکہ تکبّر ان معنوں میں کہ انسان سمجھتا ہے کہ میں نے جب دنیا سے تعلق قطع کر لیا ہے تو اب اللہ کا فرض ہے کہ وہ مجھ پر اتارے اور جس طرح بھی ہے میرا رزق چلائے، اللہ کا فرض نہیں ہے۔

تبتّل خدا کی خاطر کرنے کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ خدا نے جو کارخانۂ قدرت جاری فرمایا ہے اس سے انسان مستغنی ہو جائے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے جاری کردہ کارخانۂ قدرت سے انسان بے نیاز ہو تو یہ تکبّر ہے۔

اس لئے اللہ کے سارے پاک بندے دنیا کے کاروبار ضرور کرتے رہے اور کرتے ہیں اور اس کے نتیجے میں دنیا سے ایک تعلق تو رہتا ہے جو کاٹا جا ہی نہیں سکتا۔ اگر کاٹو گے تو یہ تکبّر ہے تبتل نہیں ہے۔ یہ مضامین ہیں جن کو یہ دونوں آیات کلیۃً گھیر رہی ہیں یعنی وہ آیت جس کی میں نے پہلے تلاوت کی تھی وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلاً اور یہ يٰا اَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ. (البقرہ آیت ۱۷۳)

اب اس تعلق میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس پڑھتا ہوں جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے کمالِ تبتّل پر دلالت کر رہا ہے۔ آپؐ نے کیا تبتّل کیا، کس طرح دنیا سے کاٹے گئے، کس طرح خدا کی طرف الگ ہوئے، اس اقتباس کو پڑھ کر یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ دنیا کو ہر طرح سے کلیۃً چھوڑ دینے کا نام تبتّل ہے۔ اور اس شبہ کے ازالے کی خاطر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہی بعض دوسرے اقتباسات میں نے اس کے بعد رکھے ہیں تاکہ وہ پڑھ کر اس تبتّل کے تصور سے جو غلط فہمی پیدا ہوتی ہے وہ دور ہو جائے۔

ریویو آف ریلیجنز جلد اول صفحہ ۱۷۸ پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمان درج ہے۔ ''آنحضرت ﷺ اس قدر خدا میں گم اور محو ہو گئے تھے کہ آپ کے وجود میں نفس، مخلوق اور اسباب کا کچھ حصہ باقی نہیں رہا تھا''۔ اگر نفس کا اور اسباب کا، جن اسباب کو اختیار کرنے کے ذریعے انسان کو رزق ملتا ہے اور اس کے مطالب حل ہوتے ہیں ان کا اور مخلوق کا، خدا تعالیٰ کی مخلوق کا بھی کوئی حصہ نہیں رہا۔ اگر یہ ظاہری لفظوں پر محمول مطلب لیا جائے تو تبتل کا وہ مضمون جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خود دوسری جگہ بیان فرما رہے ہیں بالکل باطل ٹھہرے گا اور اللہ اور اس کے بندوں کے کلام میں کبھی تضاد نہیں ہوا کرتا۔ اس لئے میں نے اسی مضمون کی وضاحت کی خاطر یعنی مزید وضاحت کی خاطر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض اقتباسات آج کے خطبے میں سنانے کے لئے رکھے ہیں۔

حضورؒ فرماتے ہیں ''انسان کا کمال بھی یہی ہے''۔ ''انسان کا **کمال** بھی یہی ہے'' اور جب لفظ

کمال کہا جائے تو سب سے اول نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ذہن میں ابھرتا ہے کہ انسان کامل بھی وہی تھے اور کمال بھی انسان کامل ہی نے دکھایا تھا۔ "انسان کا کمال بھی یہی ہے کہ دنیوی کاروبار میں بھی مصروفیت رکھے"۔ یعنی یہ مضمون عام بھی ہے تمام انسانوں پر یکساں چسپاں ہو رہا ہے اس کی نفی نہیں مگر اس میں جو مرکزی اشارہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرف سے موجود ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دوسرے اقتباسات میں زیادہ واضح ہو جاتا ہے۔ "دنیوی کاروبار میں بھی مصروفیت رکھے اور پھر خدا کو بھی نہ بھولے۔ وہ ٹٹو کس کام کا ہے جو بروقت بوجھ لادنے کے بیٹھ جاتا ہے"۔ جب بھی اس پر بوجھ ڈالا جائے اس وقت بیٹھ جاتا ہے۔ جب بوجھ اتار دیا جائے تو خوب دوڑتا پھرتا ہے۔ "اور جب خالی ہو تو خوب چلتا ہے وہ قابل تعریف نہیں"۔

یہاں کون سا بوجھ ہے جس کا ذکر فرما رہے ہیں۔ فرمایا کہ خدا کے ذکر کی خاطر ان معنوں میں ہلکا ہو جانا کہ وہ دنیا کی ذمہ داریاں جو اللہ ہی نے اس پر ڈالی ہیں وہ اتار پھینکے اور پھر گویا ہلکا پھلکا ہو کے اللہ کی طرف دوڑے یہ ہرگز تَبَتُّلْ نہیں۔ یہ اس ٹٹو والی بات ہے جس پر جب بوجھ ڈالو بیٹھ جائے گا جب اتار دو گے تو چل پڑے گا۔ پھر فرمایا "وہ فقیر جو دنیوی کاموں سے گھبرا کر گوشہ نشین بن جاتا ہے"۔ اب دیکھیں کتنی بات واضح ہو گئی ہے۔ "وہ فقیر جو دنیوی کاموں سے گھبرا کر گوشہ نشین بن جاتا ہے وہ ایک کمزوری دکھلاتا ہے۔ اسلام میں رہبانیت نہیں۔ ہم کبھی نہیں کہتے کہ عورتوں کو، بال بچوں کو ترک کر دو اور دنیوی کاروبار کو چھوڑ دو۔ نہیں۔ بلکہ ملازم کو چاہئے کہ وہ اپنی ملازمت کے فرائض ادا کرے اور تاجر اپنی تجارت کے کاروبار کو پورا کرے لیکن دین کو مقدم رکھے"۔ یہ ہے تَبَتُّلْ۔ ساری ذمہ داریاں دنیا کی سرانجام دے اپنے اہل و عیال کی ذمہ داریاں بھی پوری طرح ادا کرے لیکن جہاں ان کا اللہ کی محبت سے ٹکراؤ پیدا ہو وہاں ان ذمہ داریوں کو اتار پھینکے اور اللہ کی محبت کو اختیار کر لے۔

اس مضمون کو مزید واضح فرماتے ہوئے آپ فرماتے ہیں۔ "اس کی مثال خود دنیا میں موجود ہے کہ تاجر اور ملازم لوگ باوجود اس کے کہ وہ اپنی تجارت اور ملازمت کو بہت عمدگی سے پورا کرتے ہیں پھر بھی بیوی بچے رکھتے ہیں اور ان کے حقوق برابر ادا کرتے ہیں"۔ یہاں مراد یہ ہے کہ دنیا کے شریف لوگ یہ کام کیا کرتے ہیں مگر جو شریف نہ ہوں وہ تو یہ کام نہیں کرتے اور آج کل ان کی اکثریت ہے۔ وہ دنیا کمانے میں اتنا محو ہوتے ہیں کہ وہ دنیا کی خاطر دنیا کماتے ہیں نہ کہ بیوی بچوں کے حالات سدھارنے کی خاطر۔ اور نتیجۃً جس حد تک ان سے ممکن ہو بیوی بچوں سے الگ ہی رہتے ہیں۔ تو اس میں یہ مفہوم داخل ہے کہ دنیا میں وہ لوگ جو ذمہ دار ہوں وہ یہ کرتے ہیں اس لئے دین میں وہ لوگ جو ذمہ دار ہیں ان کو یہ کرنا چاہئے کہ دنیا کے لئے جو محنت کریں مقصد اعلیٰ ہی ہو کہ اللہ کی رضا کی خاطر وہ دنیا کے کاروبار میں پڑے ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس طرح کماؤں اس لئے میں اسے کماتا ہوں ورنہ اگر میں ہاتھ توڑ کر بیٹھ جاؤں گا تو اللہ تعالیٰ میرے لئے آسمان سے کوئی رزق نہیں اتارے گا۔

یہ مضمون ہے جس کو خوب اچھی طرح سمجھنا ضروری ہے ورنہ ہمارے وہ مخلص احمدی جو یہ مضمون سنیں گے تو خطرہ ہوتا ہے بعض دفعہ کہ وہ سارا کاروبار چھوڑ کے گھر نہ بیٹھ جائیں۔ اگر وہ چھوڑ کے بیٹھ جائیں گے تو دین کے کام کون چلائے گا۔ "ایسا ہی ایک انسان ان تمام مشاغل کے ساتھ خدا تعالیٰ کے حقوق کو ادا کر سکتا ہے اور دین کو دنیا پر مقدم رکھ کر بڑی عمدگی سے اپنی زندگی گزار سکتا ہے"۔ (بدر جلد ۶ نمبر ۱۱ مورخہ ۱۴؍ مارچ ۱۹۰۷ء صفحہ ۶)۔ اس کے بعد فرمایا "ہم یہ نہیں کہتے کہ زراعت والا زراعت کو اور تجارت والا تجارت کو، ملازمت والا ملازمت کو اور صنعت و حرفت والا اپنے کاروبار کو ترک کر دے اور ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ جائے بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ لَا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ"۔ کہ ان کو نہ کوئی تجارت اور نہ کوئی سودا یا دنیا کا کاروبار اللہ کے ذکر سے غافل کر سکتا ہے۔ فرمایا یہ معاملہ ہو "دست بکار دل بیار والی بات ہو"۔ کہ کام تو ہاتھ پر ہے اور دل یار کی طرف ہے۔

یہ جو صورت حال ہے اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ احمدی تاجر اور کاروبار کرنے والے کی ذمہ داریاں بہت بڑھ جاتی ہیں اور دنیا میں بھی احمدی کی مانگ بڑھ جاتی ہے۔ اگر انسان دفتر میں بیٹھا کام ترک کر دے۔ کوئی پوچھے اس سے کیا کر رہے ہو۔ کہے کہ جی میں تو اللہ کو یاد کر رہا ہوں۔ وہ کہے گا پاگل میں نے تمہیں روٹی دی ہے رزق دیتا ہوں اس واسطے کہ تو نے میرا کام کرنا ہے اگر اس طرح اللہ کو یاد کرنا ہے تو گھر جاؤ، چھٹی کرو۔ تو یہ تو انتہائی بے وقوفی ہو گی۔ اگر یہ طریق کار جماعت اختیار کرنا شروع کرے تو ساری جماعت نکمی ہو کے گھر بیٹھ جائے گی۔ اس کے بالکل برعکس مضمون ہے۔

"دست بکار دل بیار" یہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں بہترین نسخہ عطا فرمایا ہے اور جو دست بکار رکھتا ہے اور دل بیار رکھتا ہے اس کا دست بکار ہونے میں جو مرتبہ اور مقام ہے وہ دنیا میں دست بکار ہونے والے سے بہت اونچا ہو جاتا ہے۔ تو جب ہر لحہ اللہ کو یاد کر رہا ہوتا ہے تو اللہ کا حکم ہے کہ جو کام کسی کا کرو امانت سے کرو، جو تمہیں دیا جائے اس کا پورا بدلہ اتارو، اس کی پوری قیمت ادا کرو۔ اگر یہ کر رہا ہے تو جوں جوں اللہ کی طرف خیال جاتا ہے ساتھ ہی اس کے کام کی ذمہ داری کی طرف بھی خیال بڑھے گا، وہ کم نہیں ہو گا۔ اس کے نتیجے میں احمدی ملازمین اور کاروبار کرنے والوں کی قیمت اور قدر دنیا کی نگاہ میں بڑھتی ہے، کم نہیں ہوتی اور ایسے معاملات اکثر میرے سامنے آتے رہتے ہیں۔ بعض نوجوانوں نے بتایا کہ جب ہم شروع میں انٹرویو دے رہے تھے تو انٹرویو لینے والے نے کوئی خاص دلچسپی نہیں دکھائی مگر چونکہ کامیاب ہو گئے تھے اس لئے ہمیں ملازمت دے دی لیکن جب ملازمت کے بعد مالکوں نے دیکھا، کہ بیحد ذمہ داری سے کام کرتا ہے یہ شخص، ایسی ذمہ داری سے اور کوئی ایسا نہیں کرتا۔ تو دن بدن ہماری قدر بڑھتی رہی اور اس کے نتیجے میں ہمیں ترقیات بھی جلد جلد ملنی شروع ہو گئیں۔

یہ جو مضمون ہے بہت پھیلا ہوا ہے جماعت احمدیہ عالمگیر پر برابر اطلاق پا رہا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ تَبَتُّلْ کے نتیجے میں آپ کے رزق کم نہیں ہوئے بلکہ بہت بڑھ گئے ہیں۔ یہ تَبَتُّلْ ہے جس کو اختیار کئے رکھیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے اموال میں بہت برکت پڑے گی اور جو اس طرح اللہ کے ذکر سے اموال بڑھیں وہ تو ویسے ہی بابرکت ہوتے ہیں۔ ان کا تھوڑا بہت ہوتا ہے لیکن وہ تھوڑا رہتا نہیں۔ اللہ اس تھوڑے کو بڑھاتا چلا جاتا ہے۔ پس یہ خدا کی راہ میں برکت کا مضمون ہے۔ فرمایا "تاجر اپنے کاروبارِ تجارت میں اور زمیندار اپنے امور زراعت میں اور بادشاہ اپنے تختِ حکومت پر بیٹھ کر غرض جو جس کام میں ہے اپنے کاموں میں خدا کو نصب العین رکھے اور اس کی عظمت اور جبروت کو پیش نظر رکھ کر اس کے احکام اور اوامر اور نواہی کا لحاظ رکھتے ہوئے جو چاہے کرے"۔

محاورہ ہے "اللہ سے ڈر اور سب کچھ کر" تو یہ محاورہ آپ نے استعمال فرما کر اس محاورے کے صحیح معنے بھی ہمیں سمجھا دیئے۔ بعض جہلاء اس کا یہ مطلب لیتے ہیں کہ اللہ سے ڈرتا رہ اور پھر جو مرضی کرتا چلا جا، ہر قسم کی بے حیائیاں، ہر قسم کے فسق و فجور میں مبتلا ہو جا مگر یاد رکھنا اللہ سے ضرور ڈرنا۔ اللہ سے ڈرنا کیسا ہوا۔ اگر خدا کے احکامات کی نافرمانی واضح طور پر ہو رہی ہے اور انسان اس کے نتیجے میں حیا کی بجائے بے حیائی میں بڑھ رہا ہے تو اسے اللہ سے ڈرنا نہیں کہتے۔ مگر بعض صوفیاء نے یہ بھی معنی لیا ہوا ہے اور اس کے نتیجے میں دنیا کو بہکا دیا ہے۔ اللہ سے ڈر کا مطلب ہے اللہ کا حقیقی خوف رکھ اور اس کے فرمان کے مطابق عمل کر جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "اس کے احکام اور اوامر اور نواہی کا لحاظ رکھتے ہوئے جو چاہے کرے"۔ (الحکم جلد ۱۲ نمبر ۴۹، ۵۰ مورخہ ۲۶/۳۰ اگست ۱۹۰۸ء صفحہ ۳)

اس دائرہ کار کے اندر تمہیں کھلی چھٹی ہے مگر اوامر و نواہی کے دائرہ کار کے اندر چھٹی ہے! اس سے باہر نکلنے کی اجازت نہیں ہے۔ اس کے اندر رہتے ہوئے کشادگی اختیار کرو، لذتیں دنیا کی جس حد تک خدا جائز قرار دیتا ہے وہ حاصل کرو تو سب اللہ کی طرف سے عطا کردہ رزق ہو گا۔ اسی مضمون کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دو شعروں میں یوں بیان کرتے ہیں ؎

سب خیر ہے اِسی میں کہ اُس سے لگاؤ دل ☆ ڈھونڈو اُسی کو یارو، بُتوں میں وفا نہیں

دل اللہ سے لگاؤ تبتّل اس کی طرف کامل ہو اور "ڈھونڈو اسی کو یارو" اسی کو ڈھونڈو۔ اس میں ایک پیغام ہے جس کو ہمیں اچھی طرح پیش نظر رکھ کر اپنی زندگیاں ڈھالنی چاہئیں "ڈھونڈو اسی کو یارو بتوں میں وفا نہیں" اگر اس سے دل لگایا ہے تو اس کو پھر ڈھونڈنے کا کیا مطلب ہے۔ اس کے کئی مطالب ہیں جو آج کل جماعت احمدیہ کے حالات پر بھی چسپاں ہو رہے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ سے دل نہ لگایا ہو تو دنیا کی مصیبتیں جماعت کیسے برداشت کر سکتی ہے تو یہ دل لگانا ایک اعتقادی دل لگانا ہے یعنی عقیدے میں یہ بات داخل ہے اور اس عقیدے سے یقیناً دل مطمئن ہیں کہ اللہ ہی ہے اور اللہ کی خاطر اگر تکلیفیں اٹھانی پڑتی ہیں تو اٹھانی پڑیں گی۔ اس سے دل تو اسی کی طرف تھا اگر دل اس سے نہ لگا ہوا ہوتا تو انسان دنیا سے تَبَتُّلْ کیسے کرتا۔

"پھر ڈھونڈو اسی کو یارو" اسی کو ڈھونڈو، مطلب یہ ہے کہ تمہارے عقیدے نے، تمہارے دماغ نے اس کو قبول کر لیا ہے لیکن اس کو اپناؤ بھی تو سہی، اس کو اپنا بنا کر رہو، اپنے قریب لانے کی کوشش کرو اور اس کے لئے جیسے ایک عشق میں دیوانہ اپنے محبوب کو ڈھونڈتا ہے اس طرح دیوانہ وار اس کی تلاش کرو اور اس تلاش میں مجنوں کا سمندر ہے جو سامنے آتا ہے، صحراؤں، جنگلوں کو چھانتا پھرتا تھا لیلیٰ کی تلاش میں، اس تلاش میں وہ تو کامیاب نہ ہو سکا اور اسی حال میں بھٹکتے ہوئے اس نے جان دے دی مگر جس لیلیٰ کی تلاش حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خود کرتے تھے اور اسے حاصل کر لیا اسی لیلیٰ کی تلاش کی طرف آپ کو بھی تو بلا رہے ہیں۔ "ڈھونڈو" کا معنی ہے کہ وہ لیلیٰ ہے جس کو تم ڈھونڈو گے تو وہ تمہاری طرف تمہاری تلاش کے مقابل پر زیادہ تیزی سے آئے گی۔ یہ وہ محبوب ہے جو اپنے ڈھونڈنے والے کی طرف اس کی رفتار سے بہت زیادہ تیزی سے بڑھتا ہے۔ پس اسے ان معنوں میں ڈھونڈو، اس سنجیدگی کے ساتھ ڈھونڈو، اس کامل یقین کے ساتھ ڈھونڈو کہ اگر میں اس کی طرف گیا تو وہ میری طرف زیادہ تیزی سے آئے گا اور بعینہٖ یہی مضمون ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بارہا مختلف طریق پر ہم پر کھولا ہے۔

ساتھ ہی یہ تنبیہ کر دی "بُتوں میں وفا نہیں"۔ اس کو ڈھونڈو ورنہ دنیا میں جو دل لگانے والے ساتھ لگے رہتے ہیں وہ تم سے بیوفائی کریں گے اور جب وہ چھوڑ کر چلے جائیں گے تو پھر نہتے اور خالی اور حسرت زدہ رہ جاؤ گے۔ اور اسی بتوں سے دل لگانے کے مضمون کو اب ایک ڈرانے کے لحاظ سے بھی کھول دیا ہے، یہ جو

EARLSFIELD FOUNDATION

(Hospital Division)

Competition for young Architects to design a Hospital

First Prize 100,000 rp, Second Prize 50,000 rp,Third Prize 25,000 rp

For further details write to: **The Manager**

175, Merton Road .London SW18 5EF. U.K.

فرمایا تھا کہ اللہ سے ڈرو اور پھر جو مرضی کرو یہ ڈر کن معنوں میں ہے۔ "اس جائے پرُعذاب سے کیوں دل لگاتے ہو" یہ دنیا تو حقیقت میں عذاب کی جا ہے۔ دیکھنے میں خوبصورت ، دلکش مگر وہ بُت ہے جو وفا نہیں کیا کرتے۔ "دوزخ ہے یہ مقام یہ بُستاں سرا نہیں"۔ یہ دنیا تو ایک دوزخ ہے اس کے پیچھے جتنا بھاگو گے، جتنا اس کی طلب کرتے چلے جاؤ گے ایک آگ سی دل میں بھڑکتی رہے گی اور وہ آگ بڑھتی چلی جائے گی۔

پس آج دنیا کا حال دیکھ لیں جتنے بھی افراد ہوں یا جتنی بھی قومیں ہوں دنیا طلبی میں ان کے اندر ایک بھڑکن لگی ہوئی ہوتی ہے اور جو کبھی بھی کم نہیں ہوتی جتنا مرضی کر لیں یعنی دنیا کی خاطر جو چاہیں کر گزریں، جتنا ان کو حاصل ہو جائے وہ آگ نہیں کم ہو گی۔ ھَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ کی جو جہنم کی آواز ہے وہ ان کے دل سے ہمیشہ اٹھتی رہے گی۔ پس زیادہ سے زیادہ اپنانے کی خواہش افراد میں بھی ہوا کرتی ہے اور قوموں میں بھی ہوا کرتی ہے اور مغرب کی ایک مثال ہمارے سامنے ہے ان کی مزید طلب کرنے کی آگ مزید سے کم نہیں ہوتی، بجھتی نہیں، بڑھتی چلی جاتی ہے۔ اور جو غریب ممالک ہیں ان کو ملتا تو نہیں مگر آگ ضرور ہے وہ بیچارے مزید حاصل کرنے کے شوق میں ٹکریں تو بہت مارتے ہیں مگر صرف آگ ہی بھڑکتی ہے مزید حاصل کرنے کی تمنا پوری نہیں ہوتی۔ لیکن یہ تمنا پوری ہو سکتی ہے اگر اللہ سے مزید طلب کیا جائے اور اس کا طریق یہ ہے کہ اس کا شکر ادا کرو وہ تمہیں زیادہ دے گا۔

جو کچھ عطا کیا ہے اس پر قانع رہو، اسی پر راضی رہو اور اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے گا، اموال میں برکت دے گا، تھوڑے میں بھی مزہ رکھ دے گا۔ زیادہ کا مزہ تو اور بھی زیادہ ہو گا مگر اس میں وہ آگ نہیں جلے گی کہ اگر اور نہ ملا تو ہم کیا کریں گے۔ کیا ہم اسی طرح مزید کی طلب کی آگ میں جلتے رہیں گے۔ یہ مومنوں والا معاملہ نہیں ہے اور اس کا راز اس بات میں ہے کہ جو تھوڑے پر راضی ہو جائے وہ زیادہ پر راضی کیوں نہیں ہو گا۔ جو تھوڑے پر بھی خوش ہو جائے اسے زیادہ دو گے تو اور بھی خوش ہو گا۔ پس تھوڑے پر راضی ہونا اس بات کا راز ہے کہ آپ کو تسکین قلب نصیب ہو جائے۔ اللہ کی طرف سے جو بھی ملتا ہے اس پر راضی ہو جائیں اور مزید کے لئے کوشش کریں کیونکہ اللہ کہتا ہے کہ کوشش کرو مگر رضا کی طلب کے لئے کوشش نہیں کرنی، اپنے دل کی رضا کی خاطر نہیں، اللہ کی رضا کی خاطر۔ ان دونوں چیزوں میں بہت بڑا فرق ہے۔

جب آپ اللہ کی عطا میں تھوڑے سے راضی ہو جاتے ہیں تو پھر مزید کی کوشش کی کیا ضرورت ہے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ اللہ چاہتا ہے کہ تم اور بھی طلب کرو، اور بھی محنت کرو کیونکہ یہ دنیا میں جتنا کاروبار رحیمیت کا ہے اللہ نے در حقیقت مومن بندوں کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ جب وہ طلب کرتے ہیں تو اپنی رضا چاہتے ہوئے نہیں، اللہ کی رضا چاہتے ہوئے اور ان معنوں میں اللہ کی رضا ہی ان کی رضا بن جاتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ جو مضمون بیان فرمایا ہے شکر کا اور تبتّل کا اس تعلق میں میں نے اب بعض احادیث بھی چنی ہیں جو میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں ان میں یہی مضمون، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مضمون اس طرح بیان ہوا ہے کہ ہمیں دکھائی دینے لگتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہاں سے لیا تھا۔

اب یہ بڑی دلچسپ بات ہے کہ جب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات پر میں غور کرتا ہوں تو اس سے ملتی جلتی حدیثیں یاد آتی ہیں اور جب حدیثوں کو غور سے پڑھوں تو صاف سمجھ آ جاتی ہے کہ یہ منبع تھا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حکمت کا اور وہ حدیثیں پڑھیں تو قرآن ان کا منبع نظر آتا ہے غرضیکہ سلسلہ وار بندوں سے بات شروع ہو کے خدا تک جا پہنچتی ہے۔ اب اس میں دیکھیں الزھد والرقاق کے باب میں جو مسلم نے روایت پیش کی ہے اس میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے کیا فرمایا ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلہ سے روایت ہے کہ حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے اس کا معاملہ سارے کا سارا ہی خیر پر مبنی ہے۔ عجیب ہے مومن اس میں شر کا کوئی بھی پہلو نہیں یا اس کی زندگی میں کسی تکلیف کا کوئی پہلو نظر ہی نہیں آتا اور یہ خصوصیت مومن کے سوا کسی اور کو حاصل نہیں۔ جب اسے آزمائش پہنچتی ہے تو وہ شکر کرتا ہے۔ اب دیکھ لیں شکر تو ہوتا ہی دل کے اطمینان پر ہے لیکن جب کسی کو ابتلاء میں ڈالا جائے تو وہ شکر کرتا ہے۔ کیسے شکر کر سکتا ہے اسوقت اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ میرے اللہ نے مجھے اس قابل سمجھا ہے کہ میری محبت کا امتحان لے اور اس کے شکر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ صرف زبان سے ہی شکر نہیں کرتا بلکہ عملاً اس امتحان میں پورا اتر کر شکر ادا کرتا ہے۔

تو تکلیفیں اور مصیبتیں اور دنیا کے کئی قسم کے ابتلاء کسی مومن کو کوئی گہرا دکھ ان معنوں میں نہیں پہنچا سکتے کہ اس کی زندگی عذاب بن جائے اور محض ایك اضطراب ہو جائے ۔ جب بھی توجہ اس طرف رہے گی کہ خدا نے یہ سب کچھ دیا تھا، اسی کی چیز ہے اسی نے آزمایا ہے اور مجھے آزمائش کے قابل سمجھا ہے۔ اب یہ مضمون بھی شکر کا مضمون خصوصاً طلبہ کو سمجھ آ سکتا ہے۔ بعض طلبہ کو جو نکمے ہوں امتحان میں بیٹھنے ہی نہیں دیا جاتا اور جب بیٹھنے کے لئے فہرست میں نام آ جائے طالب علم کا تو خوشی سے اچھلتا کودتا ہے کہ بلا لیا ہے ہمیں۔ یہی مضمون نوکریاں تلاش کرنے والوں پر بھی اطلاق پاتا ہے جب وہ انٹرویو کے لئے جگہ جگہ دھکے کھاتے اور درخواستیں دیتے پھرتے ہیں تو ان کو جب ٹیسٹ کے لئے بلایا جاتا ہے یہ ابتلاء ہے، امتحان کے لئے بلایا جاتا ہے تو خوشی سے اچھلتے ہیں کہ دیکھو جی ہمارے نام چٹھی آ گئی ہے کہ آ کے امتحان دو۔ کامیابی کی بات ہی کوئی نہیں ہو رہی صرف امتحان کی بات ہے لیکن امید ہے کہ اس امتحان کے نتیجے میں کامیاب ہو جائیں گے تو جو دل میں ایک طمع لگی ہوئی ہے اور ایک امید پر بھروسہ ہے کہ ہم شاید کامیاب ہو جائیں اس کی خوشی ہے جس میں وہ اچھلتا ہے۔ تو جب مومن کو اللہ تعالیٰ کسی امتحان میں مبتلا کرتا ہے تو یہ خوشی ہے جو امتحان کا دور اس پر آسان کر دیتی ہے۔

اور دوسرے یہ بھی بات یاد رکھیں کہ امتحان کے لئے بلانے والا یہ ضرور دیکھتا ہے کہ امتحان میں شامل ہونے کے قابل ضرور ہے اگر قابل نہ ہو تو اسے نہیں بلایا جاتا۔ تو مومن یہ سمجھتا ہے کہ میرے مولا نے مجھے قابل سمجھا ہے اور جب خدا قابل سمجھتا ہے تو کتنا ہی تلخ امتحان ہو اس پر پورا اترنا چاہئے۔ اگر اللہ قابل سمجھے اور آپ امتحان کا واویلا شروع کر دیں تو خدا نے جو آپ پر اعتماد کیا تھا اس کو ٹھکرا دیا، اس کو ردّ کر دیا۔ تو یہ ناکامی ہے جو مومن کے حصے میں نہیں آتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اس مضمون کو بیان فرما رہے ہیں کہ یہ مومن کے سوا کسی کو حاصل نہیں ہو سکتی کہ اس کا ابتلاء بھی اس کے لئے خیر ہو جائے۔ جب اسے آزمائش پہنچتی ہے تو وہ شکر ادا کرتا ہے تو یہ شکر اس کے لئے خیر کا موجب بن جاتا ہے۔ اور اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ صبر کرتا ہے اور یہ صبر اس کے لئے اچھا ہو جاتا ہے۔

اب یہ جو شکر کا پہلا معنی تھا اس پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ آزمائش میں کامیابی پر تو شکر ہونا ہی ہے مگر آزمائش ایسی ہو جائے کہ ایک مستقل روگ دل میں لگ جائے مثلاً بعض ماؤں کے نوجوان بیٹے گزر جاتے ہیں، بعض ماں باپ کے اکلوتے بیٹے نکل جاتے ہیں ہاتھ سے، کئی قسم کے حادثات درپیش ہوتے ہیں ان پر پہلے معنوں میں شکر کرنا بہت مشکل کام ہے۔ کبھی آپ کسی ایسے ماں باپ کو نہیں دیکھیں گے الحمدللہ، اللہ نے ہمیں اس آزمائش کے قابل سمجھا۔ یہ اگر کوئی کہے تو جھوٹ ہے۔ ایسے لوگ دنیا میں دکھائی نہیں دے سکتے، مومن بھی ہوں تو نہیں دکھائی دیتے۔ مگر اس مضمون پہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے شکر کے ساتھ صبر کا پلو باندھ دیا ہے مومن شاکر بھی ہے اس لئے وہ آزمائشیں جن میں اللہ تعالیٰ ان کو کامیاب کرتا رہتا ہے اس پر وہ شکر ادا کرتا ہے چھلانگیں مارتا ہے لیکن جن آزمائشوں کی تلخی اس کی طاقت سے بڑھی ہوئی معلوم ہوتی ہے ان میں صبر کرتا ہے۔

اور صبر میں ایک قسم کی طمانیت و ثبات داخل ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ جانتا ہے کہ خدا نے مجھ پر یہ آزمائش ڈالی تھی اور مجھ سے یہ توقع ہے کہ میں اس کی رضا کی خاطر اسے برداشت کر لوں اور جب وہ صبر کرتا ہے تو اس کے نتیجے میں دعا بھی لازم ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ صبر جس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم مومن کے حوالے سے کر رہے ہیں وہ بغیر دعا کے نصیب ہو سکے۔ چنانچہ قرآن کریم نے اسی مضمون کو وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃ کہہ کر بیان فرمایا ہے۔ صبر خدا سے مانگے بغیر نصیب ہو ہی نہیں سکتا۔ کہنے میں تو ہو جاتا ہے مگر کرنے میں بہت مشکل ہے۔ وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃ پس ان آزمائشوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اس دنیا میں ہی ان کے لئے آزمائشوں سے پہلے تیاری شروع کر دو۔

اِسْتَعِیْنُوْا صبر سے پہلے ہے۔ **پیشتر اس کے کہ انسان پر کچھ ابتلاء آئیں خواہ وہ انفرادی ہوں یا جماعتی ہوں انسان کا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ سے یہ استدعا کرتا چلا جائے کہ اے اللہ جب بھی آزمائش ہو ہمیں صبر ضرور دینا اور یہ صبر صلوٰۃ کے بغیر حقیقت میں پوری طرح ممکن نہیں ہو سکتا کیونکہ صبر کے ساتھ صلوٰۃ اس صبر کو تقویت دینے والی ہے** اور یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات میں یہ ذکر ملتا ہے کہ جب کوئی گہرا غم پڑا تو فوراً میں عبادت کے لئے کھڑا ہو گیا۔ یہ وہی مضمون ہے کیونکہ **سچا صبر عبادت کے ذریعے نصیب ہو سکتاہے** ۔ عبادت میں انسان اللہ کے قریب آ جاتا ہے اور جتنا اللہ سے قریب آ جائے دنیا کی بے ثباتی اس پر ظاہر ہوتی چلی جاتی ہے۔ نماز میں انسان محسوس کرتا ہے کہ میرا اعلیٰ مقصد تو پیدائش کا یہی تھا کہ میں اللہ کے پاس رہوں، اس کی دی ہوئی چیزیں اگر ہاتھ سے چلی گئیں تو اسی سے میں صبر مانگتا ہوں، اسی سے استعانت طلب کرتا ہوں۔

پس اس پہلو سے وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃ کا مضمون ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس حدیث میں اس کا ذکر کئے بغیر بیان فرما دیا ہے لیکن مضمون سے ظاہر ہے کہ مومن کو کسی طرح کا بھی شر نہیں پہنچتا، خیر ہی خیر ہے جو کچھ اس پر گزر جائے ہر حال میں اس پر خیر ہے۔ اور کافر پر جو بھی گزر جائے ہر حال میں اس کا نقصان ہے۔ مل جائے تو تب نقصان، نہ ملے تو تب نقصان، ایک مستقل جہنم میں وہ زندگی بسر کر رہا ہوتا ہے۔

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 0181-553-3611

ایک اور حدیث اسی تعلق میں یعنی شکر کے مفہوم کو زیادہ واضح کرنے کی خاطر اختیار کی ہے۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی شکر المعروف۔ معروف چیزوں میں شکر کا مفہوم کیا ہے۔ یاد رکھیں کہ احادیث میں جو اس قسم کی احادیث ہیں جن میں عرفان باری تعالیٰ کا ذکر ہے ان احادیث میں راوی کمزور بھی ہوں تو سچے ہوتے ہیں کیونکہ کمزور راوی ایسی اعلیٰ عارفانہ احادیث بنا ہی نہیں سکتا۔ اپنے مطلب کی حدیثیں، اپنے عقائد کی تائید میں احادیث تو کثرت کے ساتھ مختلف فرقوں نے گھڑ رکھی ہیں یا گھڑی نہیں تو ان کے معنے اپنی مرضی کے کرتے ہیں اور انہیں مضبوطی سے پکڑ لیتے ہیں مگر جو عرفان باللہ کی باتیں ہیں یہ احادیث جھوٹے راوی بیان نہیں کر سکتے اس لئے بہت زیادہ اس میں اس تردّد کی بھی ضرورت نہیں ہوتی۔ میں ہمیشہ چھان بین اس وقت کیا کرتا ہوں جہاں مضمون کسی کے مطلب کا ہو اور خطرہ ہو کہ اس نے اپنے مطلب کی خاطر حدیث کو اختیار کیا ہے یا حدیث وضع کرلی ہے لیکن جہاں عرفان باللہ کی باتیں ہوں وہاں کسی تردّد کی ضرورت نہیں۔ اگر راوی جھوٹا بھی ہو، فرض کریں وہ حدیث نہ بھی ہو، یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ نہ ہو مگر فرض کریں نہ بھی ہو، مضمون اچھا ہے تو پھر تکلیف کیا ہے، نقصان کیا ہے ہمیں۔ کسی کی طرفداری مقصود نہیں ہے مضمون ایسا ہے جس میں اللہ سے ملنے کی باتیں ہیں تو اَلحِکمَۃُ ضَالّۃُ المُؤمِنِ یہ حکمت کی بات جہاں سے ملے گی اس کو اخذ کرلیں تو پھر رسول اللہ سے کیوں نہ لیں۔ غیر اللہ کے پاس کیوں جائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے منہ کی باتیں مان جائیں کہ آپ ہی نے فرمائی ہونگی اور یہی حکمت کی بات ہے جسے آپ جہاں بھی ملے اس کو مضبوطی سے پکڑ لیں۔ پس اس ضمنی بیان کے بعد میں حدیث کے الفاظ آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

حضرت عبداللہؓ بن حمّام البیاضی بیان کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا جو شخص صبح کے وقت یہ کہے کہ اے اللہ جو نعمتیں مجھے صبح کے وقت حاصل ہیں یہ محض تیری ہی طرف سے ہیں، تیرا کوئی شریک نہیں۔ "جو صبح کے وقت حاصل ہیں" کا ترجمہ شاید پوری طرح بات کو واضح نہیں کرتا میں عربی الفاظ آپ کے سامنے پڑھتا ہوں۔ مَنْ قَالَ حِیْنَ یُصْبِحُ جس وقت انسان صبح کر رہا ہو یعنی رات کے بعد جب باشعور طور پر صبح اٹھ کر سوچتا ہے اور جانتا ہے کہ رات کو خدا تعالیٰ نے مجھے ایک عارضی موت میں سے گزارا ہے مگر دوبارہ زندگی دی جب یہ سوچتے ہوئے اٹھتا ہے تو پچھلی رات کا شکر ادا کر رہا ہے بظاہر یہی ہے تاکہ پچھلی رات کا شکر کر رہا ہے آنے والے دن کا شکر ادا نہیں کر رہا۔ لیکن حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں اس نے دن کا شکر ادا کیا۔ اس لئے یہ ایک ایسا پہلو ہے جسے اصل الفاظ پر غور کر کے آپ کو سمجھ آئے گی یعنی ظاہری طور پر تو انسان یہی سمجھتا ہے صبح اٹھ کر اس نے شکر کیا کہ اچھا میں جاگ گیا، رات مر نہیں گیا تو یہ رات کا شکر ہے نا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرما رہے ہیں کہ ایسا شخص جو اس حال میں صبح کرتا ہے وہ آنے والے دن کا، وہ دن جو چڑھ گیا ہے اس کا گویا پیشگی شکر ادا کر رہا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جب پیشگی شکر ادا کرے گا تو سارا دن اس شکر کا حق ادا کرے گا۔

الفاظ اب یہ ہیں اَللّٰھُمَّ مَا اَصْبَحَ بِیْ مِنْ نِّعْمَۃٍ فَمِنْكَ، وہ اپنے سرمائے پر غور کرتا ہے سارا دن جو اس نے سفر کرنا ہے کوئی زاد راہ بھی تو چاہئے۔ وہ کہتا ہے اَللّٰھُمَّ مَا اَصْبَحَ بِیْ مِنْ نِّعْمَۃٍ جو نعمت بھی مجھے عطا ہوئی ہے جس نعمت کے ساتھ میں صبح کر رہا ہوں فَمِنْكَ وہ تیری طرف سے ہے اور کسی کی طرف سے نہیں لَاشَرِیْكَ لَكَ تیرا کوئی شریک نہیں۔ فَلَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّکْرُ پس کامل حمد اور سچی حمد سب تعریف تیرے ہی لئے ہے وَلَكَ الشُّکْرُ اور شکر بھی تیرے ہی لئے ہے۔ جب وہ یہ کہتا ہے۔ فرمایا فَقَدْ اَدَّ شُکْرَ یَوْمِہٖ جب وہ کہتا ہے تو وہ دن جو چڑھا ہے جو اس کے سامنے پڑا ہوا ہے اس سارے دن کے شکر کا حق ادا کر دیا۔ وہ یہ سوچتے ہوئے جب آگے بڑھتا ہے تو اس دن جو کچھ بھی اس کو نصیب ہوگا وہ شکر اور حمد ہی میں تو گزرے گا۔ کوئی ایسا ابتلاء اس کو پیش آ ہی نہیں سکتا جس پہ شکر اور حمد سے اس کا ہاتھ الگ ہو جائے۔ شکر و حمد کا دامن اس کے ہاتھ سے چھوٹ جائے یہ نہیں ہو سکتا۔

تو دراصل پہلی ہی حدیث جو پہلے پڑھ کے سنائی گئی تھی اسی کے مفہوم کو ایک اور بیان سے واضح فرمایا جا رہا ہے اور یہ باتیں ہیں جو ایسی عارف باللہ کی باتیں ہیں جس کو کوئی جھوٹا راوی گھڑ سکتا ہی نہیں ورنہ جو پہلی بات میں نے کہی تھی اسی لئے کہی تھی کہ آپ کو سمجھ آ جائے کہ عام انسان جو بنانے والا ہے وہ صبح کے وقت یہی کہے گا کہ میں نے رات کا شکر ادا کر دیا ہے رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا۔ آپ نے فرمایا آنے والے دن کا شکر ادا کر رہا ہے۔ وَمَنْ قَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ حِیْنَ یُمْسِیْ فَقَدْ اَدَّ شُکْرَ لَیْلَتِہٖ اور جو شخص بھی اسی قسم کی بات کہے اس وقت جب وہ شام کر رہا ہو، جب دن گزر جائے اور رات سامنے پڑی ہو اس وقت وہ یہی باتیں اپنی آنے والی رات کے متعلق کہے۔ وہ کہے اے اللہ میں رات کر رہا ہوں تیری نعمت کے ساتھ صرف تیری نعمت کے ساتھ اور کسی نعمت کے ساتھ میں رات نہیں کر رہا لَاشَرِیْكَ لَكَ تیرا کوئی شریک نہیں۔ فَلَكَ الْحَمْدُ تمام حمد تیرے لئے ہے وَلَكَ الشُّکْرُ اور تیرے ہی لئے شکر ہے فَقَدْ اَدَّ شُکْرَ لَیْلَتِہٖ۔ اب لَیْلَہ کا شکر ادا کرنا، اس رات کا شکر ادا کرنا تہجد کو چاہتا ہے، نمازوں کو چاہتا ہے، خدا کے حضور کھڑے ہونے کو چاہتا ہے ورنہ اسکی یہ بات ہی جھوٹی نکلے گی۔ کہہ تو رہا ہے کہ اے خدا میں رات کرنے لگا ہوں اور جانتے ہوئے کہ اس ساری رات میں مجھے تیرا شکر اور حمد کرنی ہے کیونکہ جو کچھ بھی رات کو تو مجھے عطا کرتا ہے وہ باعث شکر ہے اور باعث حمد ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے تعلق میں رات کو جو رسول اللہ سے وعدے دئے گئے اور جو ادا کیا گیا وہ مقام محمود ہے۔ ایسا مقام جو ہمیشہ تعریف کیا جائے گا اور تعریف کے قابل رہے گا جس مقام پہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ترقی کر جائیں وہ محمود ہی رہے گا۔ کوئی ایسا مقام نہیں آئے گا جس میں بندوں کی تعریف کی ضرورت ہو۔ جب اللہ ہر مقام کی تعریف کر رہا ہے تو انسان بندوں سے بالاتر ہوتا چلا جاتا ہے اور جتنا بھی اونچا جائے گا وہ مقام محمود ہی ہوگا۔ یہ وہ مقام محمود تھا جس کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم شکر ادا کیا کرتے تھے۔ اتنا اس احساس سے آپ کا دل جھک جایا کرتا تھا کہ بعض دفعہ ساری ساری رات شکر ادا کرتے گزر جاتی اور حمد کے گیت گاتے ہوئے۔ اب ایسا مومن جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرتا ہے اور اس طرح جس حد تک اس کو توفیق ہے رات کو اٹھ کر شکر الٰہی کرے اور اس کا ذکر کرے۔ اس کو ساری دنیا کا کوئی غم چاٹ کیسے سکتا ہے۔ ناممکن ہے۔ تو یہ وہ مومن ہیں جن کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کی تو موجیں ہی موجیں ہیں، خیر ہی خیر ہے، جو بھی وہ کرے گا اس کی بھلائی اسی میں ہوگی۔

پس جماعت احمدیہ عالمگیر کو اس بات کو پیش نظر رکھنا چاہئے ہمارے لئے طرح طرح کی آزمائشیں بھی ہیں اور بعض دفعہ وہ آزمائشیں لوگوں کے دلوں پر بڑی بھاری گزرتی ہیں اور بلا اٹھے ہیں خواہ مخواہ۔ اب مثلاً ربوہ کا نام بدلنے کا واقعہ آپ کے سامنے آیا ہے۔ میرے دل میں ذرا بھی اضطراب نہیں ہوا۔ وہ گھبرا گھبرا کے جو مجھے وہاں سے لوگ لکھتے ہیں ہمارے بزرگ ذمہ دار افراد اور بڑے بڑے وکلاء وغیرہ کہ اب کیا کریں، اب کیا ہو جائے گا۔ میں حیران ہوتا ہوں کہ ہوا کیا ہے۔ جب انہوں نے آپ کا اپنا نام بدلا دیا تھا تو کیا ہو گیا تھا؟ اس سے زیادہ کسی اور نام کی تبدیلی میں کیا اہمیت ہے۔ آپ کو تو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ ان کے دلوں میں آگ لگی ہوئی ہے۔ یہ کوشش کہ نام بدلا کے دل کی آگ ٹھنڈا کریں، یہ کوشش ظاہر کر رہی ہے کہ بھڑکن کم نہیں ہو رہی جو مرضی کر لیں آگ بھڑکتی چلی جا رہی ہے اور یہ جھوٹا دھوکہ دے رہے ہیں دنیا کو کہ الحمد للہ بہت بڑا واقعہ ہو گیا آج ہم نے فتح حاصل کی ہے احمدیت پر کہ ربوہ کے شہر کا نام بدل دیا ہے۔ یہ بھی کوئی فتح ہے۔ جب ان کا نام بدل دیا تھا تمہیں کیا نصیب ہوا تھا۔ یہی کہ پچھلے سال تم نے سنا تھا کہ ایک سال میں پچاس لاکھ سے زائد احمدی ہو گئے۔ نام بدلنے کا یہ نتیجہ نکلا تھا یا کچھ اور تھا۔ اب بھی نام بدل کر دیکھ لو پچاس کو اللہ چاہے تو کروڑ کر دے گا پھر تم کیا کرو گے، پھر کہاں جاؤ گے۔

تو جماعت احمدیہ تو مٹنے والی جماعت نہیں ، تمہارے بس کی بات نہیں ہے پائوں تلے تم ہی روندے جائو گے اور تمہاری امیدیں ہی روندی جائیں گی۔ ہر گھڑی اللہ تعالیٰ جماعت کو کامیاب سے کامیاب تر کرتا چلا جائے گا اور ایک مقام محمود سے دوسرے مقام محمود کی طرف بڑھاتا چلا جائے گا مگر یاد رکھیں کہ اس کی عبودیت کا، اس کے شکر کا حق ادا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔

اعتذار و تصحیح

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کی جلد نمبر ۶ شمارہ ۱، یکم جنوری ۱۹۹۹ء کے صفحہ ۱۰ پر مختصرات کے کالم میں پروف ریڈنگ کے بعد اغلاط کی تصحیح درج ہونے سے رہ گئی جس کے باعث کئی ایک ٹائپنگ کی فاش غلطیاں شائع ہو گئی ہیں۔ ذیل میں بعض اہم اغلاط کی تصحیح پیش کی جا رہی ہے۔ ادارہ اس سہو پر معذرت خواہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری لغزشیں اور کوتاہیاں معاف فرمائے۔ اس صفحہ کے پہلے کالم میں منگل ۱۶ر دسمبر کی رپورٹ میں سورۃ المعارج کی آیت ۴۴ کے اصل الفاظ یوں پڑھے جائیں۔ "یومَ یَخرُجُونَ مِنَ الاَجداثِ سِرَاعاً کَاَنَّھُمْ اِلٰی نُصُبٍ یُوْفِضُوْن."

☆......اسی حصہ میں دوسرے پیرے کی دوسری لائن سے تا آخر پیرا درست عبارت یوں ہے:

"......خدا تعالیٰ کی ہدایات کے مطابق انبیاء نذیر اور بشیر ہونے کے فرائض ادا کرتے ہیں۔ آیت نمبر ۵ میں مِنْ بیانیہ ہے اور وجہیہ بھی ہو سکتا ہے۔ حضرت نوحؑ نے ترغیب اور انذار سب حربے اپنی قوم کو راہ راست پر لانے کے لئے آزمائے۔ گناہوں کی بخشش کی امید، عذاب میں مہلت دئے جانے کا مضمون بھی سمجھایا لیکن جب کوئی حیلہ کارگر نہ ہوا تو خدا تعالیٰ سے درد بھرے الفاظ میں فریاد کی"۔

☆......اس کالم کے نیچے سے دوسری سطر کا جملہ یوں ہے "حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس زمانے میں سب سے زیادہ خدمت قرآن کی ہے"۔ ☆......دوسرے کالم میں بدھ ۱۶ر دسمبر کی رپورٹنگ میں سورۃ المزمل کی جن آیات کا ذکر ہے ان کے اصل الفاظ یوں ہیں۔ "نِصفَہٗ اَوِانقُصْ مِنہُ قَلِیْلاً. اَو زِدْعَلَیْہِ...... الخ"۔ (ادارہ)

شمالی جرمنی کی گائے کے بہترین گوشت سے تیار شدہ

سلامی اور شنکن

(SALAMI & SHINKEN)

عمدہ کوالٹی اور پورے جرمنی میں بروقت ترسیل کے لئے ہمہ وقت حاضر پیزا (PIZZA) کے کاروبار میں آپ کے معاون

احمد برادرز

خالص گائے کے گوشت سے تیار شدہ سلامی اور شنکن کے خواہشمند حضرات بذریعہ ٹیلیفون فری سروس سے فائدہ اٹھا کر بازار سے بارعایت اور تازہ مال حاصل کر سکتے ہیں

آج ہی رابطہ کیجئے

CH.IFTIKHAR & BROTHERS

TEL: 04504-201 FAX: 04504-202

بقیہ خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

۱۹ ہزار پاؤنڈز زیادہ کی وصولی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ ایک اور پہلو یہ ہے کہ چندہ دینے والوں کی تعداد میں اضافہ بہت خوشکن ہے۔ ۱۹۹۷ء میں وقف جدید کے چندہ دہندگان کی تعداد دو لاکھ ۲۲ ہزار ۶۰۰ تھی۔ اور سال ۱۹۹۸ء میں دو لاکھ ۷۳ ہزار ۳۰۰ تعداد ہے۔ گویا صرف چندہ دہندگان میں اضافہ ۵۰ ہزار سے زیادہ ہے۔ حضور نے فرمایا کہ انگلستان کی جماعت نے گزشتہ سال کے ۵۰ ہزار پاؤنڈز کے مقابل پر اس سال ایک لاکھ پاؤنڈز پیش کئے ہیں۔ اگرچہ مجموعی ٹیبل میں اپنی پوزیشن کو بدل نہیں سکے۔ اس کے علاوہ انہوں نے ۲۷ ہزار پاؤنڈز کی رقم جماعت کے لئے پیش کی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ رقم افریقہ کے ممالک میں وقف جدید سے جو ہم خرچ کرتے ہیں وہاں خرچ کی جائے گی۔ حضور نے بتلایا کہ ایک خطبہ میں مذکور تحریک کے نتیجہ میں جماعت یو۔کے، غریب مسلم ممالک میں غرباء میں تقسیم کے لئے تحائف کے پیکٹ بھی تیار کر رہی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے جماعت امریکہ کی وقف جدید کے چندہ میں کمی کی سرگزشت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ امریکہ میں وقف جدید کو انہوں نے ۹ لاکھ تا پہنچا دیا تھا۔ جائزہ پر پتہ چلا کہ چند بہت زیادہ امیر احمدیوں کا حصہ اس میں بہت زیادہ ہے اور عام احمدیوں کا کم ہے۔ حضور نے فرمایا کہ میں نے انہیں ہدایت دی کہ عام چندہ بڑھانے کی کوشش کریں اور اسے معیار پر لایا جائے۔ حضور نے فرمایا کہ ۹ لاکھ ڈالرز کی رقم میں سے ۸۵ فیصد صرف پندرہ امیر آدمی دے رہے تھے جبکہ اب موجودہ آمد میں عام احمدیوں کا چندہ جو پہلے پندرہ فیصد تھا اب نوّے فیصد ہو گیا ہے اور یہ بہت بڑی خوشخبری ہے۔ حضور نے فرمایا کہ مجموعی وصولی کے لحاظ سے امریکہ ساری دنیا میں اب بھی اول رہا ہے۔ پاکستان دوسرے نمبر پر، جرمنی تیسرے نمبر پر اور برطانیہ چوتھے نمبر پر ہے۔ حضور نے برما کا خصوصیت سے ذکر فرمایا انہوں نے پہلے سے بہت زیادہ قربانی کی ہے۔

چندہ بالغان پاکستان میں جماعتوں میں اول کراچی، دوم ربوہ اور سوم لاہور رہے۔ اور چندہ اطفال میں ربوہ اول، کراچی دوم اور لاہور نے سوم پوزیشن حاصل کی ہے۔ حضور نے اضلاع وار بھی نمایاں پوزیشنوں کا ذکر فرمایا۔ اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے مالی قربانی سے تعلق رکھنے والی احادیث نبویہ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ اللہ تعالیٰ پاک کمائی میں سے اس کی راہ میں کئے گئے خرچ کو قبول فرماتا اور اسے بڑھاتا ہے اور صرف آخرت میں ہی نہیں اس دنیا میں بھی بڑھا کر عطا فرماتا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اقتباسات بھی اس سلسلہ میں پیش فرمائے اور فضول خرچیوں سے بچتے ہوئے اپنا روپیہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی نصیحت فرمائی۔ حضور نے فرمایا کہ سارے امیر ممالک میں خصوصیت سے احمدی یہ جھنڈا اٹھالیں کہ ضیاع نہ کریں۔ امیر ممالک میں اتنا ضیاع ہوتا ہے کہ تمام غریب ممالک صرف امریکہ کے ضیاع پر پل سکتے ہیں۔ اس رمضان میں یہ مہم چلائیں۔

خطبہ کے آخر پر حضور ایدہ اللہ نے اس سال کی اہمیت سے متعلق بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" کا الہام کئی سال متواتر ہوتا رہا اور ہر سال نئی شان سے پورا ہوتا رہا۔ سو سال پہلے ۱۸۹۷ء میں بھی یہ الہام ہوا تھا اور ۱۸۹۸ء میں بھی۔ سو سال بعد خدا تعالیٰ نے اس الہام کے نئی شان سے پورا ہونے کے جو سامان کئے یہ اسی الہام کا فیض ہے اور انہی وعدوں کا ایفاء ہے۔ حضور نے بتایا کہ آسٹریلیا، نیوزی لینڈ وغیرہ کئی ممالک کے بعض علاقے ایسے تھے جہاں ابھی ایم ٹی اے کی نشریات براہ راست سنی اور دیکھی نہیں جا سکتی تھیں۔ اس کے متعلق ۱۹۹۸ء میں اگست میں ہم نے جائزے لینے شروع کئے (اور عجیب بات ہے کہ یہ الہام بھی اگست کے مہینے کا ہے) چنانچہ یہ سال ختم ہونے سے پہلے ایسی کمپنیوں سے قطعی معاہدہ ہو چکا ہے جو ان علاقوں کے لئے ایک سیٹلائٹ شروع کر رہی ہے اور اس پر ہماری چینل ریزرو ہو گئی ہے۔ امید ہے کہ فروری کے شروع میں یہ نیا نظام جاری ہو گا جس سے جزائر کے رہنے والے سارے استفادہ کر سکیں گے۔ حضور نے فرمایا کہ نئے سال کی خوشخبری میں اسے بہت اہمیت ہے۔ اللہ مبارک کرے۔ یہ خوشخبریاں اللہ نے پہلے سے مقدر فرما رکھی تھیں جن کو اب ظاہر فرما رہا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ سال بہت برکتوں کا سال ہے۔ کچھ برکتیں وہ ہیں جو ۹۸ء کے سال سے اس نے ورثہ میں پائیں اور ۹۹ء میں جو خوشخبریاں دی گئی تھیں وہ اتنی عظیم الشان ہیں کہ کایا پلٹ گئی ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے ۱۸۹۹ء کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک الہام "مبشروں کا زوال نہیں ہوتا۔ گورنر جنرل کی پیشگوئیاں پورے ہونے کا وقت آگیا" کا خصوصیت سے ذکر فرمایا۔ حضور نے فرمایا کہ اب ۱۹۹۹ء ہے اور وہ وقت آگیا ہے جس سال سو سال پہلے حضرت مسیح موعودؑ کو یہ الہام ہوا تھا۔ حضور نے فرمایا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ کیا ہونے والا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ کے ۹۹ء کے الہامات انشاء اللہ جلسہ سالانہ پر پیش فرمائیں گے۔ حضور نے فرمایا جس طرح پہلے الہام لفظاً لفظاً پورے ہوتے رہے انشاء اللہ ۹۹ء کے الہامات بھی پورے ہونگے۔ حضور ایدہ اللہ نے بتایا کہ اس الہام کی طرف توجہ اِس وقت مکرم مسعود احمد صاحب دہلوی کے ایک خط سے ہوئی جس میں انہوں نے اپنی ایک پرانی خواب کا بھی ذکر کیا ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے وہ خواب پڑھ کر سنائی اور ساتھ ساتھ اس کی تعبیر پر روشنی ڈالی۔ حضور نے فرمایا کہ ان کے نام مسعود میں بھی ایک حکمت ہے کہ دورِ سعید آنے والا ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے اس سال کے بہت سی خوشخبریوں پر مشتمل ہونے اور بہت مبارک ہونے کا ذکر فرمایا۔ حضور نے فرمایا کہ اللہ جب فیصلہ کرے گا کہ جماعت کو خوشخبریاں ملیں تو کوئی دنیا کا ہاتھ نہیں جو ان خوشخبریوں کو روک سکے۔

کوئینز لینڈ (آسٹریلیا) کا
چوتھا جلسہ سالانہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے کوئینز لینڈ (آسٹریلیا) کا چوتھا جلسہ سالانہ برسبین میں پانچ اور چھ دسمبر کو بحسن و خوبی منعقد ہوا۔ جلسہ سالانہ کے ساتھ احمدیوں کی جو محبت بھری یادیں وابستہ ہوتی ہیں اور اس کا اظہار فطرتی انداز میں جو ہر جگہ دیکھنے میں نظر آتا ہے وہ یہاں بھی خوب موجود تھا۔ مشن ہاؤس کو جھنڈیوں اور روشنیوں سے آراستہ کیا گیا تھا جس کو کئی مقامی لوگوں نے رات کو آکر دیکھا۔

جلسہ سالانہ کا آغاز پانچ دسمبر کو ظہر و عصر کی نمازوں کی ادائیگی کے بعد محترم ممتاز مقبول صاحب صدر برسبن کی صدارت میں تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوا۔ محترم صدر صاحب نے مہمانوں اور مقامی احباب جماعت کو خوش آمدید کہا۔ نظم کے بعد مکرم چوہدری خالد سیف اللہ صاحب نائب امیر آسٹریلیا نے محترم مولانا محمود احمد صاحب امیر و مشنری انچارج کی زیر ہدایت ان کی نمائندگی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان فرمودہ دعاؤں کے ساتھ جلسہ کا افتتاح فرمایا۔

مکرم مولانا مسعود احمد شاہد صاحب مبلغ برسبن نے حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات کی روشنی میں جلسہ سالانہ کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالی اور دعاؤں اور کوشش کے ذریعہ ان مقاصد عالیہ کو پورا کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ مکرم فرید احمد بدر صاحب نے ہستی باری تعالیٰ پر قرآن و حدیث سے دلائل دئے اور اس سلسلہ میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی نئی کتاب کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ یہ کتاب بہت دلنشین انداز میں خدا کے وجود کو ثابت کرتی ہے اور دہریت کا رد کرتی ہے۔ چوہدری محمد ایوب صاحب نے اپنی تقریر میں کہا کہ اسلام ہی واحد مذہب ہے جو تمام قوموں اور زمانوں کے لئے ہدایت کا سامان رکھتا ہے۔

جب مردوں میں دوسرا اجلاس ہو رہا تھا تو مشن ہاؤس کے اوپر کی منزل میں مستورات اپنا اجلاس علیحدہ کر رہی تھیں جس کی صدارت محترم منصورہ سولنگی صاحبہ صدر لجنہ برسبن نے کی اور اختتامی دعا مہمان خصوصی مکرمہ منصورہ خالد صاحبہ نے کرائی۔

مردوں کے حصہ میں دوسرا اجلاس مکرم ڈاکٹر ریاض اکبر صاحب نائب صدر برسبن کی صدارت میں ہوا۔ ملک غلام عباس صاحب نے "اسلام کیا ہے" کے موضوع پر تقریر کی۔ مکرم اظہر محمود ناصر صاحب نے قرآن کریم کی حقانیت و صداقت کو مختلف مذاہب کی الہامی کتب کے حوالے سے پیش کر کے ثابت کیا۔ مکرم رفیع الدین مظفر صاحب نے آیت استخلاف سے اس وعدہ کا ذکر کیا جس میں خلافت راشدہ کے ذریعہ دین کو مضبوطی اور استحکام عطا کئے جانے کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور تاریخی حوالوں سے بتلایا کہ اسلام کے دور اول میں بھی خلافت کے ذریعہ اسلام دنیا میں کثرت سے پھیلا تھا اور آج پھر احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے دور ثانی میں منہاج نبوت پر قائم ہونے والی خلافت حقہ کے ذریعہ اسلام دنیا کے کناروں تک پھیل رہا ہے۔

اس کے بعد شام کو ایک مجلس سوال و جواب ہوئی جس میں مولانا مسعود احمد صاحب اور چوہدری خالد سیف اللہ صاحب نے احباب سے تاریخ اسلام دور اول اور دور ثانی (احمدیت) کے بارہ میں سوال پوچھے اور جوابات کی تشریح کی۔

یہ سوالات "میں کون ہوں" طرز کے quiz تھے۔ جلسہ کی ایک اہم بات نماز باجماعت کی ادائیگی نماز تہجد اور قرآن کریم، حدیث اور ملفوظات کے درس تھے جو عبداللطیف مقبول صاحب، مبشر احمد صاحب اور مظفر چاندیو صاحب نے دئے۔

چوتھا اجلاس مکرم ملک غلام عباس صاحب کی صدارت میں ہوا۔ مکرم اطہر سعید صاحب نے آنحضرت ﷺ کی آمد کے بارہ میں بائبل کی پیشگوئی تفصیل سے بیان کی۔ مکرم عبدالماجد صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے بارہ میں قرآن، حدیث اور بائبل کی پیشگوئیاں بیان کیں۔ حافظ سہیل رانا صاحب نے قرآن و حدیث سے وفات مسیح ثابت کی۔ مکرم شاکر رحیم صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے دعاوی کی تشریح بیان کی۔ مولانا مسعود احمد شاہد صاحب نے تفصیل سے اس امر کو ثابت کیا کہ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق اس زمانہ کا تہتروا‌ں ناجی فرقہ جماعت احمدیہ ہی ہے۔

پانچواں اجلاس مکرم فرید احمد بدر صاحب کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ محترم ڈاکٹر ریاض اکبر صاحب نے ٹھوس اعداد و شمار کے ساتھ دنیا کی موجودہ برائیاں پیش کیں اور بتلایا کہ ان سب کا علاج حقیقی اسلام پر عمل کرنے سے ہی وابستہ ہے اور جب تک دنیا مامور وقت کو تسلیم نہیں کرے گی وہ امن کا منہ نہیں دیکھ سکتی۔

نو مسلم محمد روڈن صاحب نے احباب کی مہمان نوازی کا شکریہ ادا کیا۔ مولانا محمد حسین صاحب سابق مقامی مشنری فجی نے فجی کی جماعت، وہاں کی مساجد، احمدیہ سکولز اور مراکز وغیرہ کا ذکر کیا اور دوستوں کو فجی آنے کی دعوت دی۔ محترم عبداللطیف مقبول صاحب سیکرٹری تبلیغ برسبن و افسر جلسہ سالانہ نے اپنی اختتامی تقریر میں تمام ممبران جماعت کا اپنی ذمہ داریاں احسن رنگ میں ادا کرنے پر شکریہ ادا کیا۔ اختتامی دعا کے ساتھ یہ جلسہ بہت سی برکات اور خوشیاں دے کر رخصت ہوا۔

پہلے روز حاضری ستر افراد تھی اور دوسرے روز اکہتر افراد حاضر ہوئے جن میں چار مہمان بھی شامل تھے۔ یاد رہے کہ برسبن کا پہلا جلسہ سالانہ ۱۹۹۵ء میں منعقد ہوا تھا جس میں حاضری صرف ۲۴ تھی جن میں چھ مہمان بھی شامل تھے۔

بقیہ: قبولیت دعا کے طریق از صفحہ ۳

بقیہ: قبولیت دعا کے طریق از صفحہ ۳

چاہئے ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے تھے کہ دو قسم کے گداگر ہوتے ہیں۔ایک وہ جو دروازے پر آکر مانگنے کے لئے آواز دیتے ہیں تو کچھ لئے بغیر نہیں ٹلتے۔ ان کو نرگدا کہتے ہیں اور دوسرے وہ جو آکر آواز دیتے ہیں اگر کوئی دینے سے انکار کردے تو اگلے دروازے پر چلے جاتے ہیں۔ان کو خرگدا کہتے ہیں۔ آپؑ فرماتے کہ انسان کو خدا تعالیٰ کے حضور خرگدا نہیں بننا چاہئے بلکہ نرگدا ہونا چاہئے اور اس وقت تک خدا کی درگاہ سے نہیں ہٹنا چاہئے جب تک کچھ مل نہ چکے۔اس طرح کرنے سے اگر دعا قبول نہ بھی ہوئی ہو تو خدا تعالیٰ کسی اور ذریعہ سے یہ نفع پہنچا دیتا ہے۔ پس دوسرا اگر دعا کے قبول کروانے کا یہ ہے کہ انسان نرگدا بنے نہ کر خرگدا۔اور سمجھ لے کہ کچھ لے کے ہی ہٹنا ہے خواہ پچاس سال ہی کیوں نہ دعا کرتا رہے یہی یقین رکھے کہ خدا میری دعا ضرور سنے گا۔یہ خیال بھی اپنے دل میں نہ آنے دے کہ نہیں سنے گا۔ اگرچہ جس کام یا مقصد کے لئے وہ دعا کرتا ہو وہ بظاہر ختم شدہ ہی کیوں نہ نظر آئے پھر بھی دعا کرتا ہی جائے۔

کہتے ہیں ایک بزرگ ہر روز دعا مانگا کرتے تھے۔ایک دن جبکہ وہ دعا مانگ رہے تھے ان کا ایک مرید آکر پاس بیٹھ گیا۔اسوقت ان کو الہام ہوا جو اس مرید کو بھی سنائی دیا لیکن وہ ادب کی خاطر چپکا ہو رہا اور اس کے متعلق کچھ نہ کہا۔دوسرے دن پھر جب انہوں نے دعا مانگنی شروع کی تو وہی الہام ہوا جسے اس مرید نے بھی سنا۔اس دن بھی چپ رہا۔ تیسرے دن پھر وہی الہام ہوا اس دن اس سے نہ رہا گیا اس لئے اس بزرگ کو کہنے لگا کہ آج تیسرا دن ہے کہ میں سنتا ہوں ہر روز آپ کو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تمہاری دعا قبول نہیں کروں گا۔جب خدا تعالیٰ نے یہ فرما دیا ہے تو پھر آپ کیوں کرتے ہیں۔جانے دیں۔ انہوں نے کہا، نادان ! تُو تو صرف تین دن خدا کی طرف سے یہ الہام سن کر گھبرا گیا ہے اور کہتا ہے کہ جانے دو دعا ہی نہ کرو مگر مجھے تیس سال ہوئے ہیں یہی الہام سنتے لیکن میں نہیں گھبرایا۔ اور نہ ناامید ہوا ہوں۔خدا تعالیٰ کا کام قبول کرنا ہے اور میرا کام دعا مانگنا۔ تو خواہ مخواہ دخل دینے والا کون ہے ؟ وہ اپنا کام کر رہا ہے میں اپنا کر رہا ہوں۔ لکھا ہے کہ دوسرے ہی دن الہام ہوا کہ تم نے تیس سال کے عرصہ میں جس قدر دعائیں کی تھی ہم نے سب قبول کر لی ہیں۔ تو اللہ سے کبھی ناامید نہیں ہونا چاہئے ۔ ناامید ہونے والے پر اللہ تعالیٰ کا غضب بھڑک اٹھتا ہے ۔ جو شخص ناامید ہوتا ہے وہ سوچے کہ کون سی کمی ہے جو اس کے لئے خدا نے پوری نہیں کی۔کیسے کیسے فضل اور کیسے کیسے انعام ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ پھر آئندہ ناامید ہونے کی کیا وجہ ہے ؟

پس دعا مانگنے کا ایک طریق تو یہ ہے کہ انسان اپنے اعمال کو شریعت کے مطابق کرے۔ کیوں ؟۔اس لئے کہ جس طرح ماں باپ بھی اُسی بچے کی باتیں مانتے ہیں جو ان کی مانے اور پوری پوری فرمانبرداری کرے۔ جو ان کی باتوں کی پرواہ نہیں کرتا اس کی باتوں کی وہ بھی نہیں کرتے۔ پھر استاد اسی لڑکے کی بات مانتا ہے جو محنتی اور اچھی طرح سبق یاد کرنے والا ہو۔اسی طرح خدا تعالیٰ بھی اپنے فرمانبردار بندوں کی نافرمان بندوں سے زیادہ مانتا ہے۔

پس تم اوّل تو اپنے اعمال کو شریعت کے مطابق بناؤ اور دوسرے یہ کہ خدا کے فضل اور رحمت سے کبھی مایوس نہ ہو بلکہ دعا کرتے وقت یہ پختہ یقین رکھو کہ خدا تعالیٰ تمہاری دعا ضرور سنے گا اور ضرور سنے گا اور اس وقت تک دعا کرتے رہو کہ خدا کی طرف سے یہ حکم نہ آجائے کہ اب یہ دعا مت مانگو۔ لیکن جب تک خدا تعالیٰ یہ کسی کو نہیں کہتا بلکہ یہ کہتا ہے کہ میں تمہاری دعا قبول نہیں کرتا اس وقت تک ہرگز ہرگز باز نہ رہو۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کا یہ کہنا کہ میں تمہاری دعا قبول نہیں کرتا گویا اشارۃً یہ کہنا ہے کہ اے میرے بندے تو مانگتا جا، میں گو اس وقت قبول نہیں کرتا لیکن کسی وقت ضرور کر لوں گا۔ورنہ اگر اس کہنے سے یہ مراد نہ ہوتی بلکہ دعا کرنے سے روکنا ہوتا تو خدا تعالیٰ یہ کہہ سکتا تھا کہ یہ دعا مت مانگ نہ یہ کہ میں نہیں مانوں گا۔ پس جب تک کان میں یہ الفاظ نہ پڑیں کہ "یہ دعا مت مانگ، اس کے مانگنے کی میں تمہیں اجازت نہیں دیتا" اس وقت تک نہیں رکنا چاہئے۔ اس طرح تو ان کو مطلع کیا جاتا ہے جنہیں الہام اور کشف کا رتبہ حاصل ہوتا ہے۔اور جنہیں یہ نہ ہو ان کو اس بات سے متنفر کر دیا جاتا ہے جس کے متعلق وہ دعا کرتے ہیں۔

جن پر الہام اور وحی کا دروازہ کھلا ہوتا ہے ان کو تو خدا کہہ دیتا ہے کہ ایسا مت کرو لیکن جن کے لئے نہیں ہوتا ان کے دل میں نفرت پیدا کر دی جاتی ہے اس لئے وہ خود ہی اس دعا کے مانگنے سے باز رہ جاتے ہیں۔اس کا نام مایوسی نہیں بلکہ ان کا یہ تو یقین ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ ہمارا فلاں مقصد پورا کر سکتا ہے اور ہمیں فلاں چیز دے سکتا ہے۔ لیکن ہم خود ہی اسے نہیں لینا چاہتے ۔ پس اگر کسی کے دل میں دعا مانگتے ہوئے اس چیز سے نفرت پیدا ہو جائے تو اسے بھی دعا کرنا چھوڑ دینا چاہئے ورنہ نہیں رکنا چاہئے خواہ قبولیت میں کتنا ہی عرصہ کیوں نہ لگ جائے ۔ بعض دفعہ دعا کرتے کرتے کچھ ایسے سامان پیدا ہو جاتے ہیں کہ اگر دعا قبول ہو جائے تو اس سے شریعت کا کوئی حکم ٹوٹتا ہے اس سے بھی سمجھ لینا چاہئے کہ وہ وقت آگیا ہے کہ اس دعا سے باز رہنا چاہئے ۔ خدا تعالیٰ کے دعا کو قبول کرنے سے انکار کرنے کا یہ بھی ایک طریق ہے یعنی بجائے قول کے خدا تعالیٰ کا فعل سامنے آجاتا ہے اس لئے اس کے کرنے سے رک جانا چاہئے۔ تو دعا کرنے سے رکنے کے تین پہلو ہیں۔

☆......اول یہ کہ الہام یا کشف ہو جائے کہ یہ دعا مت کرو۔ یا ہماری طرف سے اس کے کرنے کی اجازت نہیں۔☆...... دوم یہ کہ جس مقصد کے حصول کے لئے دعا کی جائے اس سے نفرت پیدا ہو جائے ۔☆......سوم یہ کہ جس بات کے لئے دعا کی جائے وہ شریعت کے محذورات کے ساتھ وابستہ ہو جائے۔

اگر ان تینوں حالتوں میں سے کوئی حالت بھی نہ ہو تو دعا کرنے سے کبھی نہیں رکنا چاہئے۔اور کبھی مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ بلکہ یہی سمجھنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے یہ جو مانگنے کا موقعہ دیا ہوا ہے اس میں مانگتا ہی جاؤں تاکہ یہ ضائع نہ جائے۔ جب کوئی اس طرح کرے گا تو ضرور ہے کہ خدا تعالیٰ اس کی دعا یا تو قبول کرے گا یا ان تینوں طریقوں میں سے کسی سے اسے روک دے گا۔(ان تینوں کے علاوہ ابھی تک اور کوئی روک میری سمجھ میں نہیں آئی) لیکن اگر روک بھی دے تو کیا دعا مانگنے کا یہ تھوڑا فائدہ اور نفع ہے کہ خداوند تعالیٰ کے ساتھ مکالمہ و مخاطبہ کا شرف حاصل ہو گیا۔ اور خدا تعالیٰ نے اسے اس قابل سمجھا کہ مخاطب کرے۔

آج میں دعا کے قبول ہونے کے صرف یہی دو طریق بتاتا ہوں ۔ اور بھی ہیں مگر وقت تنگ ہو رہا ہے۔اگر خدا تعالیٰ نے توفیق دی تو اگلے جمعہ میں ان کو انشاء اللہ بیان کر دوں گا۔

(الفضل ۲۹ر جولائی ۱۹۱٦ء۔بحوالہ خطبات محمود جلد ۵)

روزوں کی فلاسفی

مرضیٔ مولیٰ ازہمہ اولیٰ!

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

"روزوں کی فلاسفی یہ ہے کہ انسان کو دو چیزوں کی بہت ضرورت ہے۔ایک بقاء شخصی کے لئے غذا کی۔دوم بقاء نوعی کے لئے بیوی کی۔اب دیکھو انسان گھر میں تنہا بیٹھا ہے۔ پیاس بڑی شدت سے محسوس ہو رہی ہے دودھ موجود ہے، برف موجود ہے، شربت حاضر ہے، کوئی روکنے والا بھی نہیں مگر پھر بھی سچا روزہ دار مطلق ان چیزوں کے کھانے کا ارادہ تک نہیں کرتا۔اسی طرح بیوی پاس ہے، کوئی چیز مانع بھی نہیں مگر پھر بھی وہ اس سے محترز ہے۔ یہ کیوں ؟۔اس لئے کہ روزہ دار ہے اور اس کے مولیٰ کا حکم ہے کہ ان دونوں چیزوں سے رکا رہے۔ یہ مشاقی ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ باوجود سامانوں کے مہیا ہونے اور ضرورت کے ہم ان چیزوں سے رکے رہیں جن سے رکے رہنے کی نسبت اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔اسلام میں ہر سال ایک ماہ تو بالالتزام یہ مشق کرائی جاتی ہے اور ایک طرح سے چار ماہ کے یہ مشق ہوتی ہے کیونکہ عادت نبویؐ تھی کہ ہر دوشنبہ اور جمعہ کو روزہ رکھتے۔ پھر ایام بیض (۱۲، ۱۳ اور ۱۴) میں بھی روزہ رکھتے۔ گویا ہر مہینے میں بالاوسط دس دن۔ اس حساب سے روزہ کے لئے سال کے چار ماہ ہوتے ہیں۔اب خیال کرو کہ جو لوگ چار ماہ یہ مشق کرتے ہیں وہ رشوت کیونکر لیں گے ، اَکْل بالبَاطِل کیوں کریں گے۔ کوئی ضرورت انسان کو ان ضرورتوں سے بڑھ کر پیش نہیں آسکتی۔ جو بقاءِ شخصی و بقاءِ نوعی کے لئے ضروری ہے۔ جب ان ضرورتوں میں باوجود سامانوں کے مہیا ہونے اور کسی روک کے نہ ہونے کے صرف اللہ کی فرمانبرداری کے لئے محترز رہا ہے تو پھر ایک صریح حرام امر کا کیوں مرتکب ہونے لگا"۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۸ر اپریل ۱۹۰۹ء)

☆......☆......☆

"..........جب انسان اپنے نفس پر یہ تسلط پیدا کر لیتا ہے کہ گھر میں اس کی ضرورت اور استعمال کی چیزیں موجود ہیں مگر اپنے مولیٰ کی رضا کے لئے وہ حسبِ تقاضائے نفس ان کو استعمال نہیں کرتا تو جو اشیاء اس کو میسر نہیں ان کی طرف نفس کو کیوں راغب ہونے دے گا۔ رمضان شریف کے مہینہ کی بڑی بھاری تعلیم یہ ہے کہ کیسی ہی شدید ضرورتیں کیوں نہ ہوں مگر خدا کا ماننے والا خدا ہی کی رضامندی کے لئے ان سب پر پانی پھیر دیتا ہے اور ان کی پرواہ نہیں کرتا۔ قرآن شریف روزہ کی اصل حقیقت اور فلاسفی کی طرف خود اشارہ فرماتا اور کہتا ہے یاایّھَاالذینَ امنُوا کُتِبَ عَلیکمُ الصِّیامُ کَمَا کُتبَ عَلی الّذینَ مِن قَبلکُم لعلّکُم تتَّقُون. روزہ تمہارے لئے اس واسطے ہے کہ تقویٰ سیکھنے کی تم کو عادت پڑ جاوے۔ایک روزہ دار خدا کے لئے ان تمام چیزوں کو ایک وقت ترک کرتا ہے جن کو شریعت نے حلال قرار دیا ہے اور ان کے کھانے پینے کی اجازت دی ہے صرف اس لئے کہ اس وقت میرے مولیٰ کی اجازت نہیں تو یہ کیسے ممکن ہے کہ پھر وہی شخص ان چیزوں کو حاصل کرنے کی کوشش کرے جن کی شریعت نے مطلق اجازت نہیں دی۔ اور وہ حرام کھاوے، پیوے اور بدکاری اور شہوت کو پورا کرے۔"

(الحکم ۲۴ر جنوری ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۲)

TOWNHEAD PHARMACY

31 Townhead Kirkintilloch

Glasgow G66 1NG

FOR ALL YOUR

PHARMAECUTICALSNEEDS

Tel: 0141-211-8257Fax:

0141-211-8258

Watch Huzur everyday on Intelsat

SUPER OFFER

Zee-TV Cards & Dec

>DM589.00<

This offer is for short time

Digital & Analog Dec.

Rec LCN & Dish are available

just call ———— *Saeed A.Khan*

Authorised ZEE TV (Agent)

Tel: 00-49 -8257 1694

Fax: 00-49 -8257 928828

Helpline: 0049 171 343 5840

e-mail:S.Khan@t-online.de

Apna TV

SKY

Muslim TV AHMADIYYA

ZEE TV

عید الفطر اور اس کی برکات

یہ مضمون متفرق تفصیلی مضامین اور کتب کی مدد سے تیار کیا گیا ہے۔ اختصار کے پیش نظر آیات، احادیث اور اقتباسات کے مکمل حوالہ جات اس مضمون میں شامل نہیں کئے گئے۔

تلخیص و ترتیب: محمود احمد ملک

ماہ رمضان کے گزرنے پر یکم شوال کو روزوں کی برکات حاصل کرنے کی توفیق پانے کی خوشی میں عیدالفطر منائی جاتی ہے۔ سنن ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ میں حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو مدینہ والے ہر سال دو دن اپنی عید منایا کرتے تھے۔ جن میں وہ کھیلتے کودتے اور دل بہلانے کے سامان کیا کرتے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے اُن دنوں کے بدلے تمہارے لئے بہترین دن مقرر فرما دیئے ہیں یعنی یوم الاضحیٰ اور یوم الفطر۔

نماز عید کا اجتماع ایک رنگ میں مسلمانوں کی ثقافت اور دینی عظمت کا مظہر ہوتا ہے اس لئے مرد عورتیں اور بچے سب اس میں شامل ہوتے ہیں۔ حضرت امّ عطیہؓ بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں ارشاد فرماتے تھے کہ ہم عیدین کے دن سب لوگ عورتیں، بچے عید پر جائیں۔ یہاں تک کہ حائضہ عورتوں کو بھی عید اور اس کی دعا میں شامل ہونے کا حکم ہوتا البتہ وہ نماز میں شامل نہیں ہوتی تھیں۔

آنحضرت ﷺ نے عید میں عورتوں کی شمولیت کے بارے میں اس قدر تاکیدی ارشاد فرمایا کہ اگر کسی لڑکی کے پاس اوڑھنی نہ ہو تو وہ کسی سہیلی سے مانگ لے اور عید پر ضرور جائے۔

آنحضرت ﷺ کی عید

عید کے اس بابرکت تہوار کے لئے بھی آنحضرت ﷺ نے آداب سکھائے اور ہدایات دیں۔ عید کے دن آنحضرت ﷺ خاص صفائی کا اہتمام فرماتے۔ غسل فرماتے، مسواک اور خوشبو کا استعمال کرتے اور صاف ستھرا لباس زیب تن فرماتے۔ اگر میسر ہو تو نئے کپڑے پہنتے۔ مسلمانوں کے اس قومی و مذہبی تہوار میں شمولیت کے لئے آنحضرت ﷺ خاص تحریک فرماتے تھے۔

آنحضرت ﷺ عیدالفطر کے روز صبح کچھ طاق عدد میں کھجوریں تناول فرما کر عید پر جاتے تھے۔ البتہ عیدالاضحیٰ کے دن آپ اپنی قربانی کے گوشت سے کھانا شروع کرتے تھے جو اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کیا کرتے تھے۔ آپ کا معمول تھا کہ ایک راستے سے عیدگاہ تشریف لاتے اور دوسرے راستے سے واپس تشریف لے جاتے تاکہ مسلمانوں کے تہوار کی عظمت لوگوں پر ظاہر ہو اور باہم ملاقات اور خوشی کے زیادہ مواقع میسر آئیں۔ اور دونوں راستوں پر آباد لوگ آپ کی برکت حاصل کر سکیں۔ سنن ابن ماجہ میں ہے کہ آنحضرت ﷺ عید کے لئے پیدل جایا کرتے تھے۔ چونکہ عید کی جگہ اکثر باہر ہؤا کرتی تھی اور وہاں تک جانے کے لئے سواری بھی استعمال ہو سکتی تھی لیکن آنحضرت ﷺ پسند فرماتے تھے کہ عید کے لئے پیدل جائیں۔

عید کے دن کھیل اور ورزشی مقابلے بھی ہوتے تھے۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ عید کے موقع پر اہل حبشہ ڈھال اور برچھی سے اپنے کھیل اور مہارت کے فن دکھاتے۔ آپؓ فرماتی ہیں شاید میں نے آنحضرتؐ سے کہا یا آپؐ نے خود فرمایا کہ کیا ان کے کھیل کرتب دیکھنا چاہتی ہو؟ میں نے کہا ہاں! تب آپ نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کر لیا اس طرح کہ میرا رخسار آپ کے رخسار کے ساتھ تھا۔ آپؐ کھیلنے والوں کا خوب حوصلہ بڑھاتے رہے۔ پھر میں خود ہی تھک گئی تو آپؐ نے مجھے فرمایا بس کافی ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ آپؐ نے فرمایا اچھا تو جاؤ۔

حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ ایک دفعہ عید کے دن انصار کی دو لڑکیاں میرے پاس بیٹھی جنگ بعاث کے نغمے سنا رہی تھیں۔ آنحضرت ﷺ تشریف لائے تو آپ بستر پر آکر دوسری طرف منہ کر کے لیٹ گئے۔ تھوڑی دیر بعد حضرت ابوبکرؓ تشریف لائے تو ان لڑکیوں کو گاتے دیکھ کر مجھے ڈانٹا۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے ابوبکرؓ ہر قوم کی عید کا ایک دن ہوتا ہے اور یہ ہماری عید کا دن ہے۔ گویا عید کے دن سادہ پاکیزہ گیت خواتین بچیاں گھروں میں گاتیں اور خوشی کا اظہار کرتی تھیں۔

اچھے کھانے، خوبصورت کپڑے اور کھیل کود تو ظاہری خوشی کے اظہار کے طریقے ہیں۔ ایک مسلمان کی حقیقی خوشی اور سچی عید تو یہ ہے کہ اس کا خدا اس سے راضی ہو جائے۔ اس لئے تیس دن کے روزے رکھنے کے بعد عید کے روز مسلمان خدا تعالیٰ کے شکرانہ کے طور پر دو رکعت نماز عید بھی ادا کرتے ہیں۔ عید کی دو رکعت نماز کسی بھی کھلے میدان یا عیدگاہ میں زوالِ شمس سے پہلے پڑھی جاتی ہے۔ حسب ضرورت عید کی نماز جامع مسجد میں پڑھی جاسکتی ہے۔ نماز عید صرف باجماعت ہی پڑھی جاسکتی ہے اکیلے جائز نہیں۔

احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت ﷺ عیدین کے موقع پر عیدگاہ تشریف لے جاتے اور سب سے پہلا کام یہ کرتے کہ نماز شروع فرماتے۔ نماز سے فراغت کے بعد لوگوں کے سامنے کھڑے ہوتے اور لوگ اپنی صفوں میں بیٹھے رہتے۔ حضورؐ ان کو وعظ و نصیحت فرماتے، ضروری احکام کا اعلان فرماتے اور پھر اس سے فارغ ہو کر گھر واپس جاتے۔

عید کے خطبہ میں عورتوں کو بھی شامل کیا جاتا ہے اور ان تک آواز پہنچانے کا کوئی ذریعہ نہ ہو تو امام علیحدہ طور پر بھی عورتوں کو خطاب کر سکتا ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے ایک عید کا خطبہ دیا اس کے بعد آپ عورتوں کی صفوں کے پاس تشریف لائے۔ حضرت بلالؓ آپؐ کے ساتھ تھے۔ آپؐ نے ان کو وعظ و نصیحت فرمائی۔ خاوندوں کی اطاعت کی اور زبان درازی سے بچنے کی تلقین فرمائی اور صدقہ دینے کی تحریک کی۔ آنحضور ﷺ کی اس تحریک پر عورتیں ہاتھوں، کانوں اور گلے کے زیور اتار اتار کر حضرت بلالؓ کی چادر میں ڈالنے لگیں۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ واپس تشریف لائے۔

نماز عید میں نہ تکبیر ہوتی ہے نہ اذان۔ نماز عید کا وقت سورج کے نیزہ بھر آسمان پر جانے کا ہے۔ موسم کے حالات کے لحاظ سے عید کا وقت لوگوں کی سہولت کو مدنظر رکھ کر مقرر کرنا چاہئے۔ عام طور پر یہی سنت ہے کہ عیدالفطر نسبتاً تاخیر سے اور عیدالاضحیٰ جلدی پڑھی جائے۔

نماز عید کی دونوں رکعات میں بلند آواز سے قراءت کی جاتی ہے۔ آنحضرت ﷺ جب مسجد میں پہنچتے تو اذان و اقامت کے بغیر ہی نماز شروع فرما دیتے اور سنت یہی ہے کہ ان میں سے کوئی فعل نہ کیا جائے۔ آپؐ اور آپؐ کے صحابہؓ جب عیدگاہ پہنچتے تو نماز عید سے قبل کوئی نفل وغیرہ نہ پڑھتے اور نہ بعد میں پڑھتے اور خطبہ سے پہلے نماز شروع کرتے۔

پہلی رکعت میں سات مسلسل تکبیریں کہتے اور ہر دو تکبیروں کے درمیان ایک ہلکا سا وقفہ ہوتا۔ تکبیرات کے درمیان آپؐ سے کوئی مخصوص ذکر مروی نہیں۔ ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے۔ جب تکبیریں ختم فرماتے تو قراءت شروع کرتے۔ یعنی سورہ فاتحہ پھر اس کے بعد سورہ ق و القرآن المجید، ایک رکعت میں پڑھتے اور دوسری رکعت میں اقتربت الساعۃ وانشق القمر پڑھتے۔ بسا اوقات آپؐ دو رکعتوں میں سبح اسم ربک الاعلی اور ھل اتٰک حدیث الغاشیۃ پڑھتے۔ جب قراءت سے فارغ ہو جاتے تو تکبیر کہتے اور رکوع میں چلے جاتے۔ پھر ایک رکعت مکمل کرتے اور سجدہ سے اٹھتے۔ پھر پانچ بار مسلسل تکبیریں مکمل کر لیتے تو قراءت شروع کر دیتے۔ اس طرح ہر رکعت کے آغاز میں تکبیریں کہتے اور بعد میں قراءت کرتے۔

آنحضرت ﷺ جب نماز مکمل کر لیتے تو فارغ ہونے کے بعد لوگوں کے سامنے کھڑے ہو جاتے، لوگ صفوں میں بیٹھے ہوتے تو آپؐ انہیں وعظ و نصیحت فرماتے۔ عیدگاہ میں کوئی منبر نہ تھا جس پر چڑھ کر وعظ فرماتے ہوں نہ مدینہ کا منبر یہاں لایا جاسکتا تھا بلکہ آپؐ زمین پر کھڑے ہو کر تقریر فرماتے۔

حضرت جابرؓ بتاتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ عید کے دن نماز میں حاضر ہوا تو آپؐ نے خطبہ سے پہلے اذان اور اقامت کے بغیر نماز پڑھائی۔ اس سے فارغ ہو کر حضرت بلالؓ کے کندھے کا سہارا لے کر کھڑے ہوگئے اور اللہ سے ڈرنے کا حکم فرمایا۔ اس کی اطاعت کی رغبت دلائی اور نصیحت کی اور پھر انعامات خداوندی وغیرہ یاد دلائے۔ پھر آپؐ خواتین کی طرف تشریف لے گئے اور انہیں نصیحت کی۔

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک میں عید اور جمعہ ایک ہی دن اکٹھے آگئے۔ آپؐ نے نماز عید پڑھائی اور پھر فرمایا عید کی نماز، جمعہ کا بدل ہے اس لئے اگر کوئی شخص جمعہ کی نماز کے لئے نہ آنا چاہے تو اسے اجازت ہے۔ البتہ ہم انشاء اللہ وقت پر جمعہ پڑھیں گے۔

اگر عید کی نماز پہلے دن زوال سے پہلے نہ پڑھی جاسکے تو عیدالفطر دوسرے دن اور عیدالاضحیہ تیسرے دن زوال سے پہلے پڑھی جاسکتی ہے۔

حضرت امّ عطیہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے روز نوجوان لڑکیوں کو بھی عید پر آنے کی تاکید کرنے کا اعلان فرمایا اور یہ کہ جنہوں نے شرعاً نماز نہیں پڑھنی وہ بھی آئیں اور دعا میں شامل ہوں۔ اور پھر فرمایا کہ وہ جو چادریں اوڑھتے ہوتی ہیں وہ بھی آئیں۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ بعض ایسی ہیں جو پردہ دار ہیں، شرم رکھتی ہیں یعنی اُن کے پاس کوئی چادر نہیں ہے۔ تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دوسری عورت اپنی بہن کو اپنی اوڑھنی پہنا دیا کرے۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز یہ حدیث بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں "یہ وہی حدیث ہے کہ وقتی طور پر جب خوشیوں کے موقعے ہوں تو اپنی غریب بہنوں کی ضرورت پر خود نظر رکھنی چاہئے۔ یہ نہیں فرمایا کہ وہ اپنی امیر بہنوں سے مانگ لیا کریں۔ دیکھیں کیسی صاف بات ہے۔ فرمایا ہے جو دیکھنے والی عورتیں ہیں وہ دیا کریں ان کو، نہ کہ وہ بے چاریاں مانگتی پھریں...... اور یہ نہیں فرمایا کہ دے کے واپس لے لیں لیکن انداز ایسا ہے کہ گویا عارضی طور پر دے دیں۔ عارضی طور پر بھی دیں تو بسا اوقات دینے والا بھی شرم محسوس کرتا ہے واپس لیتے ہوئے اور میں سمجھتا ہوں کہ احمدیوں میں یہ حیا بہت ہونی چاہئے۔ جس بہن کی ضرورت کی خاطر دیا ہے ایک دفعہ کھل گیا تو پھر حیا مانع ہونی چاہئے کہ وہ واپس کریں تو وہ واپس لے لیں"۔

پس ہمارا فرض ہے کہ عید کے روز خاص طور پر گہری نظر سے جائزہ لے کر اپنے غریب بھائیوں اور بہنوں کا خیال رکھیں۔ اور انہیں بھی عید کی مبارک خوشیوں میں شامل کریں۔

عید کی خوشیوں میں مجبور بھائیوں کو بھی یاد رکھیں

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بارہا احمدیوں کو اس طرف توجہ دلائی ہے کہ عید کی خوشیوں میں ہمارا اپنے اُن بھائیوں کو بھی شامل کرنا فرض ہے جو اپنی جائز خواہشات کو بھی دبانے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ حضور انور کے اس ارشاد کے دو پہلو ہیں۔

اول یہ کہ ایسے غرباء جو اپنے حالات کے باعث سارا سال ہی فاقہ کشی پر مجبور ہوتے ہیں اور اپنا اور اپنے بیوی بچوں کا پیٹ بھرنے کی کبھی بھی

توفیق نہیں پاسکتے ہر احمدی جو توفیق رکھتا ہے اُسے چاہئے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے حقیقی عید کا لطف اٹھائے اور ایسے گھرانوں کے لئے کم از کم عید کے روز تو ایسے پکوان اور لباس کا انتظام کردے جو خود اُسے سارا سال مہیا رہتا ہے۔ یہ شکرانِ نعمت کے طور پر ضروری ہے اور رمضان المبارک کی طرف سے مسلمانوں کو دیا جانے والا ایک سبق بھی ہے۔

دوسرا پہلو بیان کرتے ہوئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

"سب یادوں سے دردانگیز یاد اسیران راہ مولیٰ کی ہے اور وہ جن کو شہید کیا گیا، جن کے بچے بظاہر بے سہارا ہیں مگر خدا کے نظام میں محمد رسول اللہ ﷺ کے نظام میں کوئی بے سہارا نہیں، کوئی یتیم نہیں ہے۔ اس لئے جماعت اپنے فرائض کو خدا کے فضل سے پوری طرح سرانجام دے رہی ہے۔ مگر جو دل کے معاملات ہیں وہ دل ہی کے معاملات ہیں۔ ان کے دل ہی جانتے ہیں جن کے پیارے ان کے ہاتھ سے جاتے ہیں۔ جن کی آزادیاں چھین لی گئی ہوں تو اس پہلو سے دعاؤں کی بہت ضرورت ہے کہ اللہ اپنے فضل سے اپنی رحمت سے خود ان کے دلوں میں جگہ بنائے، ان کو پیار دے، ان کا سہارا بنے اور ان کی جزا کا دور جلد شروع ہو"۔

شوال کے چھ نفلی روزے

حضرت ابوایوب انصاریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص رمضان کے روزے رکھے اس کے بعد (عید کا دن چھوڑ کر) شوال کے چھ روزے رکھے اس کو اتنا ثواب ملتا ہے جیسے اس نے سال بھر کے روزے رکھے ہوں۔

دراصل نفل وہ زائد عبادت ہے جو بندہ خوشی سے اپنے مولا کو راضی کرنے کے لئے بجالاتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ بندہ کی نفلی عبادت سے بہت خوش ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث قدسی بیان فرمائی ہے کہ **اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بندہ نوافل کے ذریعہ برابر میرا قرب حاصل کرتا چلا جاتا ہے۔**

نفلی روزوں کا بھی بہت ثواب ہے جو مختلف مواقع پر آنحضرت ﷺ نے نفلی روزوں کی تحریک کرتے ہوئے بیان فرمایا۔ چنانچہ حدیث مذکورہ بالا میں رمضان کے تیس روزوں کے بعد شوال کے چھ روزے رکھنے کا ارشاد فرمایا اور اس کا ثواب سال بھر کے روزوں کے برابر بتایا۔ حساب کی زبان میں اس میں یہ سرّ ہے کہ ایک نیکی کا ثواب اللہ تعالیٰ دس گنا عطا فرماتا ہے اور ۳۶ روزوں کا ثواب ۳۶۰ دنوں کے برابر بنتا ہے جو قریباً ایک سال کا عرصہ ہے۔ لیکن اصل حکمت رمضان کے فرض روزوں کے ساتھ شوال کے نفلی روزوں میں نیکی کا تسلسل ہے اور اس امر کی تربیت ہے کہ رمضان کا مجاہدہ اور اس کی عبادات صرف ایک مہینہ تک محدود نہ رہیں بلکہ سارے سال پر پھیل جائیں اور رمضان کے علاوہ باقی ایام میں بھی ان نیکیوں کی عادت رہے۔ اور ظاہر ہے جسے رمضان کے بابرکت مہینہ کا یہ نتیجہ حاصل ہو جائے اس کا سارا سال کیا سارا زمانہ اور ساری عمر رمضان ہے جس میں وہ رمضان کی برکتیں حاصل کرتا چلا جائے گا۔

ماہ رمضان کے اس تسلسل کو دوران سال جاری رکھنے کے لئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ **جو شخص ہر مہینے میں تین روزے رکھتا ہے وہ صائم الدهر یعنی سال بھر کے روزے رکھنے والے کے برابر ہے۔**

حضرت ابوہریرہؓ کو آنحضرت ﷺ نے جو تین وصیتیں فرمائی تھیں ان میں سے ایک یہ تھی کہ ہر مہینہ میں تین نفلی روزے رکھنا۔

حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے مجھے فرمایا اے ابوذر! جب تم مہینہ میں سے تین دن کے روزے رکھنا چاہو تو ۱۳، ۱۴ اور ۱۵ تاریخوں کے روزے رکھنا لیکن ان تاریخوں کے علاوہ بھی آنحضرت ﷺ سے ہر مہینہ کے نفلی روزے رکھنے حضرت عائشہؓ کی روایت سے ثابت ہیں۔

نفلی روزہ کے لئے رات کو نیت کرنا ضروری نہیں۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لاکر پوچھتے کہ ناشتہ کے لئے کوئی چیز ہے؟ میں کہتی کہ نہیں ہے تو آپؐ فرماتے اچھا میں روزہ رکھ لیتا ہوں۔

نفلی روزہ افطار کے وقت سے پہلے کھولنے کے لئے وہ کفّارہ نہیں جو فرض روزے کا ہے۔ آنحضرت ﷺ حضرت ام ہانیؓ کے پاس تشریف لائے اور پانی منگوایا۔ حضورؐ نے پانی پی کر برتن ان کو واپس کیا تو انہوں نے حضورؐ کا بچا ہوا پانی پی لیا۔ پھر عرض کی کہ حضورؐ مجھے تو روزہ تھا۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا یہ قضا کا روزہ تو نہیں تھا۔ حضرت امّ ہانیؓ نے کہا، نہیں۔ فرمایا پھر کوئی حرج نہیں۔ نیز فرمایا "نفلی روزے والا اپنے نفس کا خود امین ہوتا ہے چاہے تو روزہ پورا کرے چاہے افطار کرے"۔

لیکن اگر روزہ افطار کرے تو اس کے بدلے ایک روزہ رکھنا ہوگا۔

بقیہ: الفضل ڈائجسٹ از صفحہ ۱۴

علم الابدان کے بارے میں ایک لائبریری بھی یہاں قائم کی گئی ہے۔

ایک ڈسپنسری مسجد محمود میں قائم ہے جہاں سے اوسطاً تیس پینتیس مریض روزانہ استفادہ کرتے ہیں اور یہاں ناصر احمد طاہر صاحب، کریم احمد صاحب اور نصیر احمد شاد صاحب خدمت کرتے ہیں جبکہ انتظامی امور کی نگرانی مکرم حمید احمد خالد صاحب کرتے ہیں۔

-......☆......☆......☆......-

حضرت مسیح موعودؑ کی محبتِ الٰہی

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۷؍ جون ۹۸ء میں شامل اشاعت محترم مولانا عبدالمالک خانصاحب کے مضمون میں بیان ہے کہ حضرت اماں جانؓ اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی روایت ہے کہ گھر میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ بکثرت 'سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم' کا ورد رکھتے۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ بھی بیان کرتے ہیں کہ جب حضور علیہ السلام مجلس میں تشریف فرما ہوتے تو میں کوشش کرکے آپکے قریب بیٹھتا اور میں نے بار بار آپؑ کو 'سبحان الله وبحمده' اور 'سبحان الله العظيم' پڑھتے سنا۔

حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ ہر وقت باوضو رہتے تھے سوائے اس کے کہ بیماری کی وجہ سے رُک جائیں۔ حضرت اماں جانؓ فرماتی ہیں کہ حضرت اقدسؑ پنجگانہ نماز کے علاوہ اشراق اور تہجد کے نوافل بھی ادا فرمایا کرتے تھے۔ اشراق کبھی کبھی پڑھتے لیکن تہجد ہمیشہ پڑھتے سوائے اس کے کہ آپؑ بیمار ہوں لیکن ایسی صورت میں بھی تہجد کے وقت لیٹے لیٹے ہی دعا مانگ لیتے۔

-......☆......☆......☆......-

حضرت مسیح موعودؑ کے شمائل و سیرت

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرۃ کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت صاحبزادہ پیر افتخار احمد صاحب اپنی تالیف "انعامات خداوند کریم" میں رقمطراز ہیں "بجز اس کے کہ حضورؑ کے موئے مبارک حنا شدہ تھے، بڑھاپے کی کوئی علامت نہ تھی ...... حضور پلکیں جھکائے ہوئے نظر نیچی رکھتے تھے۔ حضور کو تھوڑی مقدار میں کھانا تناول فرمانے کے سوا کسی چیز کی عادت نہ تھی۔ حضورؑ کا مزاج اس قدر معتدل تھا کہ میں نے نہیں دیکھا کہ رومال یا زمین پر تھوک، کھنکار یا ناک صاف کرنے کی ضرورت ہوتی ہو ...... حضورؑ کی نشست و برخاست، رفتار، گفتار، حرکات سکنات میں بلا تصنع ایسی وجاہت تھی جیسے کوئی بلند مرتبت بادشاہ ہے۔ ...... حضور ہم خدام میں سے کسی سے بات کرتے تو 'آپ' کا لفظ استعمال فرماتے۔ تُو یا تم کبھی نہ کہتے"۔

حضرت صاحبزادہ صاحبؓ کی بعض روایات ماہنامہ "انصار اللہ" ربوہ جولائی ۹۸ء کی زینت ہیں۔ آپؓ بیان کرتے ہیں کہ حضورؑ لدھیانہ میں قیام پذیر تھے اور ایک دن چند معززین کے ساتھ بیٹھک میں بیٹھے تھے کہ حضورؑ کی بڑی صاحبزادی جن کی عمر چار سال ہوگی تشریف لائیں اور آتے ہی حضورؑ پر سوار ہونے لگیں۔ وہ جدھر سے سوار ہوتیں تو حضورؑ دوسری طرف جُھک جاتے اور اسی حالت میں معززین سے باتیں بھی کرتے جاتے یہاں تک کہ وہ خود اپنی مرضی سے واپس تشریف لے گئیں۔ حضورؑ نے نہ اُن کو روکا نہ یہ کہا کہ جاؤ گھر میں۔ سبحان اللہ۔ یہ حضور ﷺ کی وہ سنت تھی کہ حضرت امام حسینؑ کیلئے جماعت کی نماز کا سجدہ اتنا لمبا کردیا کہ وہ خود اپنی مرضی اور خوشی سے پشت مبارک سے اتر آئے۔

حضرت مسیح موعودؑ کے ایک خادم پیراں دِتّا تھے۔ ہم سب اُن کو اسی نام سے پکارتے تھے مگر حضورؑ جب بلاتے تو پیری دِتّا فرماتے یعنی میرے پیر اللہ کا دیا ہوا۔ یہ تھا توحید کو پکڑنا۔

حضرت مسیح موعودؑ سے میں نے سنا ہے کہ درود شریف کی کثرت سے قلب میں نور اور صفائی آتی ہے۔ حضورؑ نے یہ بھی فرمایا کہ ابتداء شب میں کچھ کھانے پینے کا خمار ہوتا ہے لیکن بیچ میں جاگ کر جو پھر سوتا ہے وہ وقت قلب کی صفائی کا ہوتا ہے اس وقت اس پر انوار نازل ہوتے ہیں۔

حضورؑ کے دل میں آنحضرت ﷺ کی محبت تعظیم اور ادب کا یہ عالم تھا کہ حضور چارپائی پر تشریف فرما کچھ تحریر فرما رہے تھے اس میں حضرت محمد ﷺ کا نام مبارک بھی عبارت میں لکھا مگر اس مقام پر چاہئے نہ تھا۔ حضورؑ نے اس کے گرد اس طرح (محمدؐ) حلقہ بنا کر خط کھینچ دئے لیکن اصل نام پر قلم نہ پھیرا۔

-......☆......☆......☆......-

محترم مولانا نذیر احمد مبشر صاحب

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲؍ جولائی ۹۸ء میں محترم مولانا نذیر احمد مبشر صاحب کا ذکر خیر کرتے ہوئے مکرم صوفی محمد اسحاق صاحب رقمطراز ہیں کہ دعوت الی اللہ محترم مولوی صاحب کی روح کی غذا تھی اور آپ کی جدّوجہد کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے فانٹی قوم کے علاقہ میں بے شمار مخلص اور فدائی جماعتیں پیدا کردیں۔ اس کے علاوہ آپ نے دو ایسے کام کئے جن سے وہاں احمدیت کو بے حد تقویت اور استحکام نصیب ہوا۔ ایک کام پرائمری سکولوں کا قیام تھا جو آپکے عرصۂ امارت میں ہی ایک سو سے تجاوز کرگئے اور کئی سیکنڈری سکول بن گئے تھے۔ ان سب سکولوں کے منیجر آپ تھے اور نگرانی کرتے ہوئے کوشش کرتے تھے کہ جماعتی پیسے کی ہر ممکن حفاظت کی جائے۔ دوسرا کام مقامی معلمین کی تیاری تھا۔

محترم مولوی صاحب ایک عابد شب زندہ دار شخص تھے۔ ایک بار آپ کو جلوہ الٰہی کی شدید خواہش نے بے چین کردیا اور اس کے لئے مسلسل دعائیں شروع کردیں۔ ایک رات جب کمرے میں کوئی روشنی نہ تھی اور آپ سربسجود دیدار الٰہی کے لئے دعائیں کررہے تھے تو اچانک کمرے میں اس قدر تیز روشنی نمودار ہوئی کہ آپ خوفزدہ ہوکر کانپ اٹھے اور کافی دیر کے بعد پُر سکون ہوئے۔

-......☆......☆......☆......-

"النور"

جماعت احمدیہ امریکہ کا رسالہ "النور" جولائی و اگست ۹۸ء موصول ہوا ہے۔ خوبصورت گٹ اپ کے ساتھ قریباً ایک سو صفحات پر مشتمل اس ضخیم شمارہ میں اکثر مضامین مرکزی رسائل سے منقول ہیں۔ اسلئے باعث تحسین امر یہ بھی ہوگا کہ مقامی جماعتوں میں مقامی رسائل کے ساتھ مرکزی اخبارات و رسائل کی اشاعت کو بھی فروغ دیا جائے اور مقامی رسائل میں مقامی طور پر تیار کردہ دلچسپ موضوعات پر پُر مغز، ٹھوس، معلوماتی مضامین دئے جائیں۔

-......☆......☆......☆......-

دعائیں مانگو کہ ہے عرض حال میں برکت

(مرسلہ: محمود مجیب اصغر)

رمضان کا مبارک مہینہ دعاؤں کا خاص مہینہ ہے۔ ذیل میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے جلسہ سالانہ ربوہ ۱۹۶۹ء کے اختتامی خطاب کا ایک اقتباس قارئین الفضل کے لئے پیش کیا جاتا ہے جس میں آپ نے سورۃ فاتحہ کی روشنی میں بعض دعائیں مانگی تھیں۔ ہمیں امید ہے کہ احباب رمضان کی خاص دعاؤں میں ان دعاؤں سے بھی فائدہ اٹھائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے سب دعاؤں کو شرف قبولیت بخشے۔

☆......☆......☆

حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے فرمایا:

"الحمد للہ، الحمد للہ۔ اے اللہ! ہم ان بے حد و حساب نعمتوں پر تیرا شکر ادا کرتے ہیں جو تُو نے محض اپنی ربوبیت اور رحمانیت کے جلووں سے ہمیں عطا کیں۔ ہماری دعا، ہماری التجا، ہمارے عمل، ہماری سعی، ہمارے مجاہدات انہیں کہاں پا سکتے تھے۔ لیکن اے ہمارے رب! تُو اپنے عاجز بندوں کی دعائیں بھی تو قبول فرماتا ہے۔ اے ہمارے مالک! تو عمل اور مجاہدہ پر اپنی رحمتِ بے پایاں سے ثمرات حسنہ بھی تو مرتب کرتا ہے۔ دعا اور سعیٔ پیہم کی ہمیں توفیق عطا کر، انہیں قبول فرما اور وہ نعماء ہمیں بخش جو دعا اور مجاہدہ پر عطا کی جاتی ہیں، ہمیں اپنا حقیقی خادم بنا دے، صدق و سداد دے، حق و صداقت پر ثبات قدم عطا کر، خوشحال زندگی ہمارے لئے مقدر کر دے اور فلاح اور کامیابی ہمارے نصیب میں کر دے۔ (آمین)

اے ہمارے خدا! ہم بے علم اور کمزور ہیں۔ تیری مدد اور نصرت کے بغیر ہم تیری رضا کی راہوں کو تلاش نہیں کر سکتے۔ اے ہمارے رب! تو خود مہربانی فرما اور ہمارے صحنِ سینہ اور وسعتِ دل کو اپنی ذاتی محبت سے معمور کر دے تا ایک اصیل اور تیز رو گھوڑے کی طرح ہم تیری طرف دوڑیں اور تیرے حضور جا حاضر ہوں۔ ماں باپ سے بڑھ کر پیار کرنے والے! پیار سے ہمیں اٹھا اور اپنی گود میں ہمیں بٹھا لے۔

کبر و غرور تیرے در کے لعین اور دھتکارے ہوئے، لیکن تذلل اور انکسار تیرے عرش کی لونڈی ہیں۔ اے خدا! ہمارے دل کی بھی یہی مکین ہوں۔

نیستی ہمارے وجود کی اصلیت اور حقیقت ہے اے خدا! ہمیں اس حقیقت پر ہمیشہ قائم رکھ۔ نہ ہمارا جوان اپنی قوت پر اِترائے، نہ ہمارا بوڑھا اپنی لاٹھی پر بھروسہ رکھے، نہ ہمارا عاقل اور فہیم اپنے عقل و فہم پر ناز کرے، نہ کوئی عالم اور فقیہہ اپنے علم کی صحت اور اپنی دانائی کی عمدگی پر اعتبار کرے اور نہ ہمارا مُلہَم اپنے الہام اور کشف یا خلوص پر تکیہ کرے کیونکہ تو اے ہمارے ربّ! ہمارے محبوب!! جو چاہتا ہے کرتا ہے جس کو چاہے اپنے حضور سے دھتکار دے اور جس کو چاہے اپنے خاص بندوں میں شامل کر لے۔

اے ہمارے معبود! ہم تیرے عاجز اور بے مایہ بندے! عبودیتِ تامہ کے حصول کے لئے سرگرداں عبادت تو تیری ہی کرتے ہیں لیکن پریشان خیالی اور شیطانی وسوسہ اندازی اور خشک افکار اور مہلک اوہام اور تاریک خیالات کے ساتھ ہم سیلاب کے گندے پانی کی مانند ہیں اور گمان اور ظن سے ہم چھٹکارا حاصل نہیں کر سکتے۔

اے رحمتِ اتم! تو اپنے بے پایاں فیض سے خود ہمیں اپنا چہرہ دکھا تا حق و یقین ہمیں نصیب ہو۔

اے ارحم الراحمین! ہم تیری ہی نصرت کے طالب ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔ ذوق، شوق، حضورِ قلب، بھرپور ایمان کے ملنے کے لئے تیرے احکام پر لبیک کہنے کی توفیق کے لئے، سرور اور نُور کے لئے، معارف کے زیورات اور حقائق و دقائق کے لباس کے ساتھ دل کو آراستہ کرنے کے لئے۔ تاہم تیرے فضل، تیرے رحم کے ساتھ یقین کے میدانوں میں سبقت لے جانے والے بن جائیں اور اسرار و حقائق کے دریا پر وارد ہو جائیں۔

اے ہمارے رحمٰن! ہوائے نفس کی موجیں ٹھاٹھیں مارتی رہتی ہیں اور ہمیں غرق کرتی رہتی ہیں۔ نفس کے عوارض ایک چکر میں ہیں اور ہوائے نفس کے قیدی ہلاک ہوتے رہتے ہیں اور کم ہیں جو نفس امّارہ کی اس یلغار سے محفوظ رہتے ہوں۔ اے ہمارے رحمان! تُو خود ہماری حفاظت کر۔ اے شافیٔ حقیقی! ایک حاذق طبیب کے روپ میں ہم پر جلوہ گر ہو۔ ہمیں اپنی طرف کھینچ لے، ہمیں اپنے سینہ سے لگا لے تاہم تیری محبت میں دیوانے مستانے بن جائیں۔ اور سب امراضِ نفس سے شفا پائیں۔ ہمیں سعادت دے اور اس سعادت مندی پر قائم رہنے کی ہمیشہ ہمیں توفیق بخش اور اپنے پاک بندوں میں ہمیں شامل کر لے۔

اے ہمارے ہادی! صراط مستقیم نعمت عظمٰی ہے، ہر نعمت کی جڑ اور ہر عطا کا دروازہ ہے۔ اے ہمارے محبوب! اے ہمارے مقصود!! سیدھی راہ ہمیں دکھا۔ یہ نہ مٹنے والی روحانی بادشاہت ہمیں عطا کر۔ تیرے تفضلات اور تیری نعماء کا مسلسل ہم پر نزول ہو۔ ان نعمتوں، ان فضلوں کو قبول کرنے کے لئے ہمیں تیار کر اور ان کا ہمیں اہل بنا تا اندھیری راتوں کے بعد خوشگوار زندگی اور ظلمات اور تاریکیوں کو دور کر دینے والا نور ہم پائیں تا اے ہمارے رب! ہلاکت سے قبل ہر قسم کی لغزش اور ضلالت سے ہم نجات حاصل کر لیں۔

اے ہمارے رب! اے ہمارے مالک!! اپنے ہی فضل سے ہمارے دلوں میں اپنی ذاتی محبت کا شعلہ بھڑکا۔ اپنے نشانوں سے اپنی ہستی پر ہمیں حق الیقین بخش۔ اے ہمارے محبوب! اپنے چہرے سے نقاب اٹھا اور رخِ انور کا ہمیں جلوہ دکھا۔

اے محسن! تیرے احسان کی نورانی لہریں ہمارے فانی وجود میں کروٹ لیں۔ ہمارا ذرّہ ذرّہ تجھ پر قربان۔ تیری سوزشِ محبت ہر وقت ہمارے سینے کو گرماتی رہے۔ تیری عظمت اور تیرے جلال کا جلوہ کچھ اس طرح ہمیں اپنی گرفت میں لے کہ دنیا اور اس کی ہر شے تیری ہستی کے آگے مردہ متصور ہو۔ ہر خوف تیری ہی ذات سے وابستہ رہے۔ تیرے درد میں لذت پائیں اور تیری خلوت میں راحت۔ تیرے بغیر دل کو کسی پہلو کسی کے ساتھ قرار نہ ہو۔

اے ہمارے سچے اور حقیقی محسن! ہمیں اپنی محبت کی نعمت سے مالا مال کر۔ اپنی روح ہم نے تیرے سپرد کی۔ اپنی ہستی تجھے سونپی۔ ہم تجھ سے ہی اپنی محبت کو خاص کرتے ہیں۔ عاجزانہ اور متضرعانہ ہم تیری طرف آتے ہیں۔ تیری رحمت، تیری شفقت کے ہم بھکاری ہیں۔ ہم غافلوں کی غفلت کے پردے پھاڑ کر پرے پھینک دے۔ ہماری چال کو سیدھا کر۔ ہماری روح تیری عظمت اور جلال کے خوف سے لرزاں اور ترساں رہے تیری محبت رگِ جان بن جائے۔

محبوب! ہماری مدد کو آ۔ یقین اور ایمان کو پختہ کر تا ہم اپنے پورے دل، اپنی ساری خواہشات، اپنی عقل، اپنے اعضاء، اپنی زمین اور کھیتی باڑی، اپنی تجارت اور صنعت و حرفت اور اپنے پیشہ سب کے ساتھ کلّی طور پر تیری طرف ہی مائل ہو جائیں۔ تیرے سوا سب سے منہ موڑ لیں۔ ہماری نگاہ میں اے ہمارے محبوب! تیرے سوا کچھ بھی باقی نہ رہے۔ ہم صرف تیری ہی اطاعت اور پیروی کرنے والے ہوں۔

اے خالقِ کل! اے مالکِ کل!! مال اور صاحبِ مال پر ہمیں ناز کیوں ہو اور ہم ان کے دھوکے میں کیوں آئیں ہم تو بس تیری بارگاہِ عزت میں عاجزوں اور مسکینوں کی طرح حاضر ہوتے ہیں۔ دنیا کو ہم دھتکارتے اور اس سے الگ ہوتے ہیں۔ اور آخرت سے ہم محبت کرتے اور فقط اسے ہی چاہتے ہیں۔ اے کامل قدرتوں والے! ہمارا توکل صرف تیری محسن ذات پر ہے۔ اے رحمان! ہمارا ذرّہ ذرّہ تجھ پر قربان۔ ہمیں اپنے نور سے منور کر۔ آمین

(افتتاحی خطاب جلسہ سالانہ ربوہ ۲۶/دسمبر ۱۹۶۹ء۔ مطبوعہ روزنامہ الفضل ۲۸/جنوری ۱۹۷۰ء)

سَیِّدُ الاِسْتِغْفَار

عَنْ بُشَيرِ بنِ كَعْبٍ العَدَوِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي شَدَّادُ بنُ أَوسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِي ﷺ قَالَ سَيِّدُ الاِسْتِغْفَارِ أَنْ تَقُوْلَ: اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّی لَاإِلٰهَ إِلاَّ أَنْتَ۔ خَلَقْتَنِی وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلَي عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ۔ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ۔ أَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ۔ وأَبُوءُ بِذَنْبِی فَاغْفِرْ لِیْ فَإِنَّهُ لاَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلاَّ أَنْتَ۔

قَالَ: وَمَنْ قَالَهَا مِنَ النَّهَارِ مُوقِنًا بِهَا فَمَاتَ مِنْ يَومِهِ قَبلَ أَن يُمْسِيَ فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَمَنْ قالَهَا مِنَ الَّيْلِ وَهُوَ مُوقِنٌ بِهَا فَمَاتَ قَبْلَ أَنْ يُصْبِحَ فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ۔ (بخاری كِتابُ الدعوَاتِ بَاب أفضلِ الاستغفَارِ)

ترجمہ: حضرت شدّاد بن اوسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"سیّد الاستغفار یہ ہے کہ تو کہے "اے اللہ! تو ہی میرا ربّ ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو نے مجھے پیدا کیا ہے۔ اور میں تیرا بندہ ہوں۔ اور جہاں تک میرا بس ہے میں تجھ سے کئے ہوئے عہد اور وعدہ پر قائم ہوں۔ میں نے جس قدر بُرے کام کئے ہیں اُن سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ میں اپنی ذات پر تیرے انعامات کا معترف ہوں۔ اور اپنے گناہ کا اقراری ہوں۔ پس مجھے بخش دے کیونکہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں"۔

آپؐ نے فرمایا کہ جو کوئی بھی یہ دعا دلی یقین کے ساتھ صبح کے وقت پڑھے اور اسی روز شام سے پہلے وفات پا جائے تو وہ اہل جنت میں سے ہوگا۔ اور جو کوئی دلی یقین سے رات کو یہ دعا کرے اور دن چڑھنے سے پہلے مر جائے وہ بھی اہلِ جنت میں شمار ہوگا۔

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation
Contact: Anas Ahmad Khan
204 Merton Road London SW18 5SW
Tel: 0181-333-0921 \ 0181-448-2156
Fax: 0181-871-9398

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات ورسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں- اردو یا انگریزی کے علاوہ دیگر زبانوں میں رسائل بھجوانے والوں سے درخواست ہے کہ براہ کرم اہم مضامین اور اعلانات کا خلاصہ اردو یا انگریزی میں بھی ارسال فرمایا کریں- اپنے رسائل ذیل کے پتہ پر ارسال فرمائیں :

AL-FAZL DIGEST, 6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

اس کالم کے سلسلہ میں خط وکتابت کرنے والوں سے درخواست ہے کہ براہ کرم اپنا مکمل پتہ اور ٹیلیفون نمبر بھی ضرور تحریر فرمایا کریں-

حضرت مسیح موعودؑ اور سر سید احمد خان

حضرت اقدس مسیح موعودؑ اپنے دعویٰ سے ایک عرصہ قبل خدمت دین میں منہمک ہوچکے تھے اور اس سلسلہ میں بہت سے مسلمان علماء اور لیڈروں سے بھی آپؑ کی خط وکتابت تھی جن میں سے سر سید احمد خان صاحب کے ساتھ آپؑ کے تعلقات زمانہ سیالکوٹ سے لے کر ان کی وفات تک قائم رہے-

سر سید احمد خان صاحب کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے ۱۸۵۷ء کے ہنگامہ کے بعد مسلمانوں اور انگریزوں کے درمیان غلط فہمیوں کو دور کرنے کی کوشش کی اور اسی خیال سے انجیل کی تفسیر بھی لکھی- لیکن ۱۸۶۹ء میں جب آپ نے انگلستان کا سفر کیا تو انگریزوں کے عروج سے ایسے مرعوب ہوئے کہ اسلام کو مغربی فلسفہ کے مطابق ڈھالنا شروع کردیا- ۱۸۷۵ء میں آپ نے مسلمانوں کی تعلیمی پسماندگی کو دور کرنے کے لئے علی گڑھ میں دارالعلوم کی بنیاد رکھی- اس ادارہ نے مسلمان نوجوانوں کی نسل کو ترقی کی جانب ایک بیداری بخشی لیکن یہ نسل بھی مغربی فلسفہ سے بہت متاثر ہوئی- ۱۸۸۰ء میں حضرت مسیح موعودؑ نے براہین احمدیہ میں اُن تمام نظریات کا رڈ فرمایا جو مغرب کی مادیت سے مرعوب ہوکر سر سید نے اختیار کرلئے تھے جن میں سے ایک یہ تھا کہ الہام دل سے ہی اٹھتا اور دل پر ہی پڑتا ہے- حضرت اقدسؑ سر سید کی تعلیمی اور سیاسی خدمات کے معترف تھے لیکن دین کو مغربی فلسفہ کے مطابق ثابت کرنے کے سخت خلاف تھے بلکہ نومبر ۱۸۸۵ء میں حضور علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے علم پاکر سر سید اور بعض دیگر افراد کے بارے میں متوحش پیشگوئیاں بیان فرمائیں-

سر سید نے ایک موقع پر کہا "مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے کیوں لوگ پیچھے پڑے ہیں، اگر ان کے نزدیک الہام ہوتا ہے تو بہتر...... میں سنتا ہوں کہ آدمی نیک بخت اور نمازی پرہیزگار ہیں، یہی امر ان کی بزرگذاشت کو کافی ہے"-

ایک اور جگہ لکھا ہے "حضرت مرزا صاحب کی نسبت زیادہ کدوکاوش کرنی بے فائدہ ہے- یہ ایک بزرگ زاہد نیک بخت آدمی ہیں...... ان کی عزت اور ان کا ادب کرنا بہ سبب ان کی بزرگی اور نیکی کے لازم ہے"-

سر سید احمد خان صاحب نے مغربی فلسفہ اور علوم سے متاثر ہوکر قبولیت دعا، الہام، معجزات، نبوت اور ملائکہ وغیرہ کا انکار کردیا- ایک روز حضورؑ کی محفل میں سر سید کے یورپ کی طرف میلان کا ذکر آیا تو حضورؑ نے فرمایا "انسان جس شے کی طرف پوری رغبت کرتا ہے تو پھر اسی کی طرف اس کا میلانِ طبعی ہو جاتا ہے اور آخرکار وہ مجبور ہوتا ہے"- حضور علیہ السلام نے ۱۸۹۲ء میں آئینہ کمالات اسلام میں سر سید کا نام لے کر اُن کے باطل عقائد کا رڈ فرمایا- پھر جب سر سید نے اپنے رسالہ میں لکھا کہ دعا صرف دل کی تسلی کا ہی دوسرا نام ہے- تو حضورؑ نے اپریل ۱۸۹۳ء میں "برکات الدعا" تصنیف فرمائی جس میں اپنے تجربات پیش فرمائے نیز آخر میں اپنی ایک نظم میں سر سید کو دعوت دی کہ مجھ سے دعا کے مستجاب ہونے کے نمونے دیکھ لو- جن میں سے ایک نمونہ لیکھرام کی پیشگوئی بھی تھی- چنانچہ جب لیکھرام قتل ہوا تو حضورؑ نے ۱۲/ مارچ ۱۸۹۷ء کو اپنے اشتہار میں پھر سر سید کو مخاطب کر کے فرمایا "سر سید صاحب کی یہ غلطی ہے کہ دعا قبول نہیں ہوتی- کاش اگر وہ چالیس دن تک بھی میرے پاس رہ جاتے تو نئے اور پاک معلومات پالیتے"- حضورؑ نے یہ بھی فرمایا کہ سر سید کے بارے میں میری پیشگوئی کہ انہیں ایک بڑا غم پیش آئے گا بھی پوری ہوچکی ہے جب ایک شریر نے خیانت سے مسلمانوں کا ڈیڑھ لاکھ روپے کا غبن کیا اور اس غم سے سر سید کو غشی آگئی اور تین دن تک آپ نے روٹی نہ کھائی اور آپکے بیٹے نے بیان کیا کہ اگر وہ اپنے والد کے پاس نہ ہوتے تو سر سید ضرور اس غم سے مرجاتے-

سر سید احمد خان صاحب نے حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں اپنی تحریک کے لئے چندہ کی درخواست بھی کی تاکہ اس چندہ کو نظیر بناکر وہ جماعت احمدیہ کے دیگر افراد سے بھی چندہ لے سکیں-

سر سید کی وفات ۲۲/ مارچ ۱۸۹۸ء کو ہوئی- اس سے قریباً ایک سال قبل حضورؑ نے سراج منیر میں اپنی ۳۷ زبردست پیشگوئیوں کا ذکر کر کے سر سید سمیت نو افراد کو قسم مؤکد بعذاب کھانے کی دعوت دی- نیز لکھا کہ "میں نے سر سید احمد خانصاحب کا نام منکرین کی مد میں اس لئے لکھا ہے کہ ان کو خدا کے اس الہام بلکہ وحی سے بھی انکار ہے جو خدا سے نازل ہوتی ہے...... میں نہیں چاہتا کہ وہ یورپ کے کورانہ خیالات کی پیروی کر کے اس غلطی کو قبر میں لے جائیں"-

حضرت مسیح موعودؑ نے ۲۷/ دسمبر ۱۸۹۷ء کو اپنی کتاب "کشف الغطاء" میں سر سید کی ایک تحریر اپنی تائید میں شائع فرمائی- اسی طرح حضورؑ نے اپنے خلاف مشہور مقدمہ قتل میں، جو پادری مارٹن کلارک نے دائر کیا تھا، سر سید کا نام بطور گواہ پیش کیا- اس مقدمہ کا آغاز یکم اگست ۱۸۹۷ء میں ہوا-

۱۸۹۷ء میں ایک عیسائی احمد شاہ نے ایک نہایت دلآزار کتاب امہات المومنین شائع کی جس میں آنحضرت ﷺ اور آپکی ازواج مطہرات کی شان میں سخت توہین آمیز مواد تھا- حضور علیہ السلام نے اس کتاب کا جامع جواب لکھنے کی ضرورت بیان فرمائی اور مئی ۱۸۹۸ء میں کتاب "البلاغ" تالیف فرمائی جس میں سر سید احمد خان صاحب کی سیاسی سوجھ بوجھ کی تعریف فرمائی اور یہ بھی فرمایا "چونکہ وہ دانشمند اور حقیقت شناس تھے اس لئے انہوں نے اپنی تمام عمر میں ایسا کوئی فضول میموریل گورنمنٹ عالیہ کو نہیں بھیجا جیسا کہ اب لاہور سے بھیجا گیا ہے- بلکہ اب بھی جب ان کو امہات المومنین کے مضامین پر اطلاع ہوئی تو صرف رڈ لکھنا پسند فرمایا- سید صاحب تینوں باتوں میں میرے موافق رہے اول حضرت عیسیٰؑ کی وفات کے مسئلہ میں دوم جب میں نے یہ اشتہار شائع کیا کہ سلطان روم کی نسبت گورنمنٹ انگریزی کے حقوق ہم پر غالب ہیں تو سید صاحب نے میرے اس مضمون کی تصدیق کی اور لکھا کہ سب کو اس کی پیروی کرنی چاہئے- سوم اسی کتاب امہات المومنین کی نسبت ان کی یہی رائے تھی کہ اس کا رڈ لکھنا چاہئے میموریل نہ بھیجا جائے"-

حضورؑ مزید فرماتے ہیں "سر سید احمد خان بالقابہ کیسا بہادر اور زیرک اور ان کاموں میں فراست رکھنے والا آدمی تھا انہوں نے آخری وقت میں بھی اس کتاب کا رڈ لکھنا بہت ضروری سمجھا...... اب ہم اس بزرگ پولیٹیکل مصالح شناس کو کہاں سے پیدا کریں"-

حضرت مسیح موعودؑ نے سر سید احمد خانصاحب کی وفات کے بعد اپنی کتاب "تریاق القلوب" میں سر سید صاحب کے بارے میں اپنی پیشگوئی کو اپنی صداقت کا تہتروان نشان قرار دیتے ہوئے آخر میں فرمایا "خدا ان پر رحم کرے"- یہ مضمون روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۴ و ۲۵/ جون ۹۸ء میں مکرم مرزا خلیل الرحمٰن قمر صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے-

-......☆......☆......☆......-

ربوہ میں فری ہومیوپیتھک ڈسپنسریاں

حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے منصب خلافت پر فائز ہونے سے قبل ہی ہومیوپیتھی میں مہارت حاصل کرنے کے بعد ربوہ میں پہلی مرتبہ ہومیوپیتھی کی ادویہ مفت دینے کا سلسلہ جاری فرمایا اور ایک ڈسپنسری سن ساٹھ کی دہائی میں پہلے حضرت مرزا طاہر احمد صاحب نے اپنے گھر میں اور پھر اپنی بڑی ہمشیرہ محترمہ صاحبزادی امۃ الحکیم بیگم صاحبہ کے گھر پر قائم کی اور بعد ازاں ۶۸ء میں یہ دفتر وقف جدید میں منتقل کردی گئی- ابتداء میں حضور انور کے ساتھ ڈسپنسری کے کاموں میں مدد دینے والے مکرم صوبیدار شرافت صاحب تھے- پھر مکرم صوفی عبدالغفور صاحب نے کام کیا- وہ بیان کرتے ہیں کہ پہلے پہل روزانہ مریضوں کی تعداد ۴۰ کے لگ بھگ تھی لیکن پھر بہت اضافہ ہوگیا اور ایک دن میں سو سو مریض بھی حضور دیکھ لیا کرتے تھے- حضور نے ۱۹۶۶ء میں باقاعدہ طور پر ہومیوپیتھی کا امتحان سرگودھا جاکر پاس کیا تھا اور آپکے ساتھ ایک سو کے قریب معلّمین وقف جدید بھی تھے جو سارے پاس ہوکر رجسٹرڈ ہوگئے-

مکرم مرزا خلیل احمد قمر صاحب کو بھی کچھ عرصہ ڈسپنسری میں خدمت بجالانے کی توفیق ملی- وہ بیان کرتے ہیں کہ حضور فرمایا کرتے تھے کہ میں مریض کی شکل وصورت اور چال ڈھال دیکھ کر جان لیتا ہوں کہ اس کو کیا بیماری ہے اسلئے اکثر مریض کو تفصیلی بات کرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی- آجکل اس ڈسپنسری میں مکرم عبدالباری صاحب بطور ہومیوپیتھ ڈاکٹر اور مکرم منظور صاحب بطور ڈسپنسر کام کررہے ہیں- روزانہ چار گھنٹے یہ کلینک کھلتا ہے اور ایک سو سے ڈیڑھ سو تک مریض روزانہ استفادہ کرتے ہیں-

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۶/ جون ۹۸ء میں ربوہ میں قائم نو (۹) فری ہومیوپیتھک ڈسپنسریوں کا تعارف کرواتے ہوئے مکرم یوسف سہیل شوق صاحب مزید لکھتے ہیں کہ چند سال قبل دارالعلوم غربی کی مسجد صادق میں مکرم ڈاکٹر وقار منظور بسرا صاحب نے ڈسپنسری کا آغاز کیا اور اب اُن کے شاگردوں کے ذریعہ مزید چار مفت مراکز ربوہ میں اور ایک راولپنڈی میں کام کر رہا ہے- مکرم بسرا صاحب ایم-اے (انگریزی) واقف زندگی اور جامعہ احمدیہ میں شعبہ انگریزی کے سربراہ ہیں- انہوں نے ایک جامع کمپیوٹر پروگرام بھی تیار کیا ہے تاکہ باقاعدہ تحقیقی انداز میں کام کیا جاسکے- نیز اپنی ذاتی لائبریری میں ۲۰۰ سال کے عرصہ میں شائع ہونے والا ہومیوپیتھی کا اہم لٹریچر جمع کیا ہے-

مسجد صادق کے علاوہ مسجد ناصر رحمت غربی، طاہر آباد، بیوت الحمد اور خلافت لائبریری میں بھی فری ڈسپنسریاں قائم ہیں- جن میں مقبول احمد صاحب، داؤد احمد صاحب، داؤد جاوید صاحب، وسیم مہار صاحب اور راجہ رشید احمد صاحب مریضوں کو دوائیں دیتے ہیں- ان ڈسپنسریوں سے مجموعی طور پر روزانہ دو سو سے زیادہ مریض استفادہ کررہے ہیں-

لجنہ کلینک میں عامرہ عطیہ صاحبہ کی زیرنگرانی پندرہ خواتین خدمت کرتی ہیں- یہاں سے روزانہ قریباً ۷۵ خواتین دوا حاصل کرتی ہیں- ہفتہ میں ایک دن حضرت سیدہ آپا طاہرہ صدیقہ ناصر صاحبہ صدر لجنہ ربوہ، بھی تشریف لاکر دوا دیتی ہیں-

بقیہ صفحہ ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission

15/01/99 - 21/01/99

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in British Standard Time.
For more information please phone on +44 181 870 8517 or fax +44 181 874 8344

Friday 15th January 1999
26 Ramadhan

00.05	Tilawat, Darsul Hadith, News
00.40	Yassarnal Quran Class No: 53 ®
01.10	Darsul Quran by Huzoor Rec: 14/01/99 ®
02.40	Liqa Ma'al Arab with Huzur, Session: 5 Rec.20/08/94 ®
03.47	Urdu Class No.322 with Huzoor ®
04.50	Homeopathy Class with Huzur, Lesson:196®
06.05	Tilawat, Darsul Hadith, News
06.55	Yassarnal Quran Class No: 53 ®
07.15	Pushto Programme Speech by Irshad Ahmad Khan
07.55	MTA Variety - Barkaat-e-Khilafat Part2
08.35	Liqa Ma'al Arab with Huzur, Session: 5 Rec.20/08/94 ®
09.45	Urdu Class No.322 with Huzoor ®
10.50	Computer For Everyone Part 93
11.25	Bangali Service: An interview
12.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
13.00	Friday Sermon by Huzoor LIVE
14.05	Documentary: A talk on variety of cameras by Salman Tahir sb.
14.35	Recontre Avec Les Francophones Mulaqat with Huzoor (French) Session no.11 Rec.17/11/97
15.40	Friday Sermon by Huzur ®
16.55	Liqa Ma'al Arab with Huzur, Session: 5 Rec.20/08/94
18.05	Tilawat, Hadith
18.30	Urdu Class with Huzoor
19.35	German Service
20.35	Children's Corner Kodak No.4
20.55	Medical Matters
21.35	Friday Sermon by Huzur, ®
22.40	Recontre Avec Les Francophones ® Mulaqat with Huzoor (French) Session no.11 Rec.17/11/97

Saturday 16th January 1999
27 Ramadhan

00.05	Tilawat, Hadith, News
00.35	Children's Corner Koodak no.4
00.50	Liqa Ma'al Arab with Huzur, Session: 5 Rec.20/08/94 ®
02.10	Friday Sermon by Huzur, ®
03.15	Urdu Class with Huzur, ®
04.20	Computer for everyone - Part 93 ®
04.55	Recontre Avec Les Francophones Mulaqat with Huzoor (French) ® Session no.11 Rec.17/11/97
06.05	Tilawat, Darsul Hadith, News
06.55	Children's Corner Koodak No.4
07.15	Saraiky Programme: Mulaqat with Huzoor
08.15	Liqa Ma'al Arab with Huzur, Session: 5 ®
09.35	Urdu Class with Huzoor (R)
10.40	MTA Variety - By Mubashir Ahmad Kahloon Sahib
11.15	Dars ul Quran, LIVE
13.05	Tilawat, News
13.35	Indonesian Hour
14.00	Bengali Service- Address by Maulana Mohammad Ahmad
14.40	Children's Class No.130 with Huzoor
16.05	Liqa Ma'al Arab Session: 6
17.25	Al Tafseer-ul-Kabir, Programme No: 27
18.05	Tilawat, Darsul Hadith
18.35	Urdu Class No.316 with Huzoor ®
19.40	German Service
20.40	Children's Corner - Quiz Quran Pt 2
21.05	Dars ul Quran by Huzoor, Rec: 16/01/99
22.35	Dars ul Hadith
22.50	Children's Class No.130 with Huzoor ®

Sunday 17th January 1999
28 Ramadhan

00.05	Tilawat, Seerat Un Nabi, News
01.00	Children's Corner -Quiz seerat Hadhrat Masih-e-Maud AS ®
01.15	Dars ul Quran Rec.16/1/99 ®
02.45	Liqa Ma'al Arab, Session No: 7
03.45	Urdu Class No.316 with Huzoor ®
04.50	Children's Class No.130 with Huzoor ®
06.05	Tilawat, Seerat un Nabi, News
06.55	Children's Corner, Quiz Seerat Hdhrat Masih Maud AS ®
07.05	Friday Sermon by Huzur,Rec.15/01/99®
08.15	Speech by Mohammad Azam Akseer sb.
09.05	Liqa Ma'al Arab with Huzoor, Session: 7 ®
10.05	Urdu Class No.316 with Huzoor
11.15	Dars ul Quran - LIVE
12.45	Dars ul Hadith
13.05	Tilawat, News
13.45	Indonesian Hour
14.10	Bengali Service – Lets learn Dua
14.40	Mulaqat with English speaking friends Rec.21/05/95
15.50	Liqa Ma'al Arab, Session: 8
16.50	Albanian Programme with Ata'ul Kaleem Sahib, programe 1
18.05	Tilawat, Seerat un Nabi
18.30	Urdu Class No.317 with Huzoor
19.40	German Service
20.40	Children's Corner
21.00	Dars ul Quran by Huzoor Rec: 17/01/99
23.00	MTA Variety by Hafiz Muzaffar Ahmad

Monday 18th January 1999
29 Ramadhan

00.05	Tilawat, Darsul Malfoozat, News
00.55	Children's Corner
01.20	Dars ul Quran by Huzoor Rec. 17/01/99 ®
02.55	Liqa Ma'al Arab, Session No:8
03.50	Urdu Class with Huzoor
04.55	Mulaqat with Huzoor (English) Rec.21/05/95
06.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.45	Children's Corner ®
09.20	Liqa Ma'al Arab: Session No.8 ®
10.20	Urdu Class No.317 with Huzoor ®
11.15	Dars ul Quran - LIVE
13.05	Tilawat, News
13.45	Indonesian Hour: Anak-Anak Nusantara
14.10	Bengali Service: Speech by Maulana Mohammad Ahmad
14.45	Homeopathy Class: Lesson No.197
16.10	Liqa Ma'al Arab: Session No. 9
17.10	Turkish Programme: A talk about Fasting –Part 7
18.05	Tilawat, Dars Malfoozat
18.15	Urdu Class No.318 with Huzoor
19.30	German Service
20.30	Children's Corner Eid ke Rang
21.15	Dars ul Quran by Huzoor Rec.18/01/99 ®
22.50	Homeopathy Class: Lesson No.197

Tuesday 19th January 1999
1 Shawal

00.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.35	Children's Corner Children's workshop no.4 ®
01.10	Dars ul Quran by Huzoor Rec.19/01/99 ®
02.40	Liqa Ma'al Arab: Session No. 9 Rec.19/11/94 ®
03.45	Urdu Class No.318 with Huzoor ®
04.55	Homeopathy Class: Lesson No.197
06.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.45	Children's Corner Children's workshop No.5
07.25	Pushto Programme: Eid Programme
07.45	Eid Milan Programme
08.35	Liqa Ma'al Arab, Session No: 9 Rec.19/11/94 ®
09.35	Urdu Class No.318 with Huzoor ®
10.55	Children's Mulaqat with Huzoor Rec. 07/02/98
11.45	Dars ul Hadith
12.05	Tilawat, News
12.50	Indonesian Hour: DNA Tilanat-DNA Almasih
14.00	EID SERMON by Huzoor
15.05	Eid Show from Rabwah
15.50	Liqa Ma'al Arab: Session No.10
16.50	EID SERMON by Huzoor
18.05	Tilawat, Dars ul Hadith
18.25	Urdu Class No.342 with Huzoor Rec.31/01/98
19.40	German Service
20.50	EID SERMON by Huzoor
21.55	Eid Show from Rabwah
22.40	Hamari Kaenat No.153
23.05	Eid programme from Switzerland
23.30	Bazm-e-Moshaira

Wednesday 20th January 1999
2 Shawal

00.05	Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
00.50	Children's Corner- Eid Mushaira
01.15	Eid Sermon by Huzoor Rec.19/01/99 ®
02.20	Eid Milan
03.05	Liqa Ma'al Arab, Session: 10 ®
04.05	Urdu Class No.342 with Huzoor ®
05.15	MTA Variety
06.05	Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
06.50	Children's Corner – Eid Mushaira ®
07.15	Swahili Programme
08.20	Hamari Kaenat No.153
08.45	Liqa Ma'al Arab No: 10 ®
10.00	Urdu Class with Huzoor ®
11.10	Durr-e-Sameen
12.05	Tilawat, News
12.40	Learning German Lesson no.3
12.40	Indonesian Hour: Tilawat, Member Islam
14.15	Bengali Service Friday Sermon of 26/06/98
15.20	Tarjumatul Quran Class with Huzoor
16.25	Liqa Ma'al Arab, Session No: 11
17.25	French Programme
18.05	Tilawat, History of Ahmadiyyat
18.25	Urdu Class No.320 with Huzoor
19.40	German Service
20.40	Children's Corner Children's class with Huzoor
21.10	Al-Maidah
21.20	Lajna Programme
22.15	Tarjumatul Quran class with Huzoor ®
23.15	Learning German Lesson no.3

Thursday 21st January 1999
3 Shawal

00.05	Tilawat, Darsul Hadith, News
00.50	Children's Corner ®
01.20	Liqa Ma'al Arab, Session No: 11 ®
02.20	Durr-e-Sameen
03.05	Urdu Class with Huzoor ®
04.10	Learning German Lesson no.3
04.45	Tarjumatul Quran Class with Huzoor
06.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.50	Children's Corner ®
07.20	Sindhi Programme - Friday Sermon by Huzur Rec.27/12/97
08.25	Al-Maidah
08.40	Lajna Magazine
09.10	Liqa Ma'al Arab, Session No: 11®
10.15	Urdu Class with Huzoor ®
11.20	Quiz programme History of Ahmadiyyat part76
12.05	Tilawat, News
12.40	Learning Arabic Lesson no.24
13.00	Indonesian Hour
14.00	Bengali Service: Q & A session with Huzoor Rec.24/09/95
15.05	Homeopathy Class No: 198 with Huzoor,
16.10	Liqa Ma'al Arab, Session No. 12
17.15	Documentary "Cranes"
18.05	Tilawat, Dars Malfoozat
18.15	Urdu Class with Huzoor
19.25	German Service
20.25	Children's Corner, Quran Class No: 54
20.50	Majlis-e-Arfan with Huzoor Rec: 13/02/84
22.10	Homeopathy Class:199 with Huzoor
23.10	Learning Arabic Lesson no.24
23.30	Shajray Phul

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (0181) 870 8517
Fax: (0181) 870 1095

Vol. 6 Friday, January 15, 1999 No. 3

حاصل مطالعہ

(ریاض محمود باجوہ)

اسلام کا نفاذ اور پارلیمنٹ کی منظوری

چوہدری رحمت علی صاحب ایڈیٹر ماہنامہ "سبق پھر پڑھ" لاہور تحریر فرماتے ہیں:

"پاکستان میں مذہبی سیاسی جماعتوں کا کردار اور سیاسی عمل جو مدت دراز سے مسلمانان پاکستان کے سامنے آ چکا ہے وہ یہ ہے کہ یہ جماعتیں حدود اللہ اور منصوص احکام خداوندی کے نفاذ کے لئے اسمبلی اور سینٹ کی پیشگی منظوری کو ایک بنیادی شرط کے طور پر تسلیم کرتی ہیں اسی وجہ سے یہ جماعتیں ان اداروں کی ممبر شپ حاصل کرنے کی جدوجہد کو ضروری خیال کرتی ہیں۔

اس سلسلے میں ان جماعتوں کے ذمہ داران اداروں کی رکنیت اختیار کر کے پھر وفاداری کا حلف اٹھاتے ہیں۔ اس طرح اس باطل نظام کی تقویت کا سبب بھی بنتے ہیں۔ مذہبی ذمہ داروں کا یہ عمل اس بات کا مظہر ہے کہ یہ لوگ اسلام کے نفاذ کے سلسلے میں انسانوں کو یہ حق دیتے ہیں کہ وہ منصوص احکام خداوندی کے نفاذ کی منظوری دیں یا اسے مؤخر یا ملتوی کر دیں یا بالکل ہی مسترد کر دیں۔ جبکہ یہ بات بھی واضح ہے کہ ان اداروں کے ارکان کی اکثریت جہلاء، فساق و فجار پر مشتمل ہے۔.......... اس طرح کا حق کسی حکمران کو دینا، کسی پارلیمنٹ کو دینا، یا کسی ادارے کے لئے اس حق کو تسلیم کرنا نہ صرف ناجائز، باطل اور معصیت ہے بلکہ یہ کھلا ہوا شرک فی الحاکمیت ہے۔ ایسے باطل اداروں اور ایسے نظام باطل میں شرکت گناہ عظیم ہے۔

ہم تمام مسلمانوں سے گزارش کرتے ہیں کہ وہ مذہبی سیاسی جماعتوں کے اس ناجائز اور باطل کردار اور مشرکانہ عمل کی پر زور مذمت کریں۔ ان کا یہ عمل دراصل یہود و نصاریٰ کے فلسفہ اور حکمت عملی پر مبنی ہے جو اللہ تعالیٰ کے غضب کو بھڑکانے والا ہے۔ مذہبی جماعتوں کے اس غلط کردار نے جو انہوں نے مغربی جمہوریت کے سایہ میں خصوصاً اس نظام کے انتخابی فلسفہ پر عمل کرتے ہوئے گزشتہ ۵۱ برسوں سے ادا کیا ہے اب وہ بار بار ناکامیوں کے بعد ذلت و رسوائی کا نمونہ بن چکی ہیں"۔

(ماہنامہ "سبق پھر پڑھ" لاہور۔ جون ۱۹۹۸ء صفحہ ۱۴، ۱۵)

اسلامی انقلاب

جناب چوہدری رحمت علی صاحب ایڈیٹر ماہنامہ "سبق پھر پڑھ" لاہور، اپنے ایک مضمون میں تحریر فرماتے ہیں:

"اسلامی انقلاب محض وعظوں، تقریروں، درسوں، خطبوں، جلسے جلوسوں، کانفرنسوں، کارنر میٹنگوں، انتخابی دھندوں، ہرے پیلے لباسوں، روحانی اجتماعوں، چلوں، صلوٰتوں، شب باشیوں، عرسوں، دعاؤں سے کبھی نہیں آتا۔ آتا ہے تو اسی طریقہ سے جو مکہ کی سرزمین میں چند نفوس قدسیہ نے اپنے ہادی کی رہنمائی میں اپنایا۔ مسنون طریقہ انقلاب، مشقتوں، محنتوں، مشکلوں، مصیبتوں، مزاحمتوں، دشواریوں، سختیوں، دکھوں، تکلیفوں اور قربانیوں کی داستان ہے .... آج بھی اسلامی انقلاب لایا جا سکتا ہے۔ زیر آسمان پھر وہ ادائیں، وہ فضائیں، وہ رونقیں، وہ طریقے، وہ سلیقے ایک حقیقت بن سکتے ہیں بشرطیکہ اللہ کے کچھ بندے وہی عزم و ارادہ لے کر میدان میں نکلیں کہ دنیا میں یا وہ رہیں گے یا کفر، ایسے انقلاب کے لئے کوئی لاکھوں افراد کی بھی ضرورت نہیں۔

سنت تو ظاہر ہے سینکڑوں کی ہے۔ ہاں البتہ یہ بے حد ضروری ہے کہ ایسے بہادر جنہیں مائیں، خال خال ہی جنتی ہیں، صبح و شام پٹ رہے ہوں، کبھی سر بازار تو کبھی سر دار، خواہ وہ کسی پر ہاتھ نہ اٹھائیں ان کا مطمح نظر ہر کہ ومہ اور دوست دشمن کی خیر خواہی ہو، ان کا مطلوب و مقصود ہر ایک کا بھلا ہو"۔

(ماہنامہ "پیام" اسلام آباد، جون ۱۹۹۸ء صفحہ ۴۵ و ۵۱)

اسلامی انقلاب کے لئے ایک مرکز کی ضرورت

ماہنامہ "الحق" اکوڑہ خٹک اگست ۱۹۹۴ء صفحہ ۴۳، ۴۴ پر مذکورہ بالا عنوان کے تحت جناب قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب آف اٹک نے بڑی اہم بات کی طرف داعیان انقلاب اسلامی کو توجہ دلائی ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

"امت کے آخری دور کے لئے وہی نظام حیات کامیاب ہو سکتا ہے جس پر چل کر ضلال مبین میں گھے ہوئے رضی اللہ عنہ و رضوا عنہ کے امتیازی شان سے سرفراز ہوئے مگر اسکے لئے ایک مرکز کی ضرورت ہے، جو تقریباً پانچ سو سال سے متعین نہ ہو سکا اور نہ ہی آج ہم کو اس کی فکر ہے۔ کتنے افسوس کا مقام ہے کہ عیسائیت کا مرکز روما تو دو ہزار سال سے قائم ہے اور آج بھی یورپ دینی طور پر بلکہ سیاسی طور پر بھی عیسائی دنیا پر پورا حکمران ہے۔ ابھی حال میں ایران نے وہ مرکزیت حاصل کر لی ہے کہ اس کے اشارہ پر ساری دنیا کے جعفری حرکت میں آجاتے ہیں۔

قادیانیت کے سربراہ کو ہم نے یہاں سے بعافیت نکال کر آج کی دنیا کے عظیم مرکز میں پہنچا دیا ہے۔ وہ وہاں بیٹھ کر دنیا بھر کے قادیانیوں کو کنٹرول کر رہا ہے۔ مگر ہمارا کیا حال ہے۔ ہم کُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ کی تلاوت تو کرتے ہیں مگر ہمارا کوئی مرکز نہیں۔ جس کے ساتھ دو آدمی ہیں وہ بھی عالمی مرکز کا صدر کہلا رہا ہے۔ کیا یہ صورت حال خطرناک نہیں۔ پہلے وحدت مرکز پیدا کی جائے اس کے بعد انفرادی کاموں کی بجائے ایک عالمی امیر ہو۔ جس امت کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ صرف دو ہوں تب بھی ایک امام اور ایک مقتدی بن جائے، اس ایک ارب افراد کا کوئی امیر نہیں جس کی اشد ضرورت ہے"۔

خدا تعالیٰ نے اس زمانے میں امت مسلمہ کی بھلائی کے لئے رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق حضرت امام مہدی علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور ایک مرکزیت عطا فرمائی ہے۔ دنیا بھر کے احمدی اس امام الزمان سے وابستگی کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے عالمی وحدت و اخوت کی لڑی میں منسلک ہیں اور ایک امام کی آواز پر کان دھرتے اور اس کی اطاعت میں اپنے اموال و نفوس کی قربانی پیش کرتے ہوئے احیاء اسلام کے عظیم الشان روحانی جہاد میں مصروف ہیں اور سنتِ مصطفوی پر عمل کرتے ہوئے ایک پر امن، پاکیزہ عالمی اسلامی انقلاب کے لئے دن رات ایک کئے ہوئے ہیں اور نہایت کامیابی کے ساتھ شاہراہ غلبۂ اسلام پر آگے بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ ان کا مطمح نظر فاستبقوا الخیرات ہے اور ان کا پیغام محبت سب کے لئے اور نفرت کسی سے نہیں، مگر ان کا کیا کیا جا سکتا ہے جنہوں نے ضد اور تعصب کی وجہ سے اپنی آنکھیں بند کر رکھی ہوں ؎

سر پہ اک سورج چمکتا ہے مگر آنکھیں ہیں بند
مرتے ہیں بن آب وہ اور در پہ نہرِ خوشگوار

رحمت و نصرت کے حصول کی دعا

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلاَّ بِاللّٰهِ رَبِّ انْصُرْنِيْ مِنْ لَّدُنْكَ رَبِّ اَيِّدْنِيْ مِنْ لَّدُنْكَ. رَبِّ اِنَّ قَوْمِيْ طَرَدُوْنِيْ فَاٰوِنِيْ مِنْ لَّدُنْكَ. رَبِّ اِنَّ قَوْمِيْ لَعَنُوْنِيْ فَارْحَمْنِيْ مِنْ لَّدُنْكَ. اِرْحَمْنِيْ يَا رَبَّ الاَرْضِ وَالسَّمَآءِ. اِرْحَمْنِيْ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ وَلاَرَاحِمَ اِلاَّ اَنْتَ. اِنَّكَ اَنْتَ حُجَّتِيْ فِي الدُّنْيَا وَ الاٰخِرَةِ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ. تَوَكَّلْتُ عَلَيْكَ وَاَنْتَ لاَ تُضِيْعُ الْمُتَوَكِّلِيْنَ.

(حجة الله صفحه ١٦ روحانی خزائن جلد ١٢ صفحه ١٦٤)

ترجمہ: اور مجھے کوئی توفیق نہیں سوائے اللہ کی توفیق کے۔ (اے) میرے ربّ! اپنے حضور سے میری مدد فرما۔ میرے ربّ اپنے پاس سے میری تائید فرما۔ میرے ربّ میری قوم نے مجھے دھتکار دیا ہے۔ پس تو مجھے اپنے حضور پناہ دے۔ اے میرے ربّ میری قوم نے مجھ پر لعنت و ملامت کی ہے پس اپنے پاس سے مجھے رحمت نصیب کر۔ اے زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے مجھ پر رحم کر۔ اے تمام رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے مجھ پر رحم کر کہ تیرے سوا کوئی رحم کرنے والا نہیں۔ یقیناً تو ہی دنیا و آخرت میں میری حُجّت ہے اور تُو ہی ارحمُ الرّاحمین ہے۔ میں نے تجھ پر بھروسہ کیا اور تُو توکل کرنے والوں کو ضائع نہیں کرتا۔

حقّ و ہدایت کے حصول کی دعا

وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلاَّ بِاللّٰهِ رَبِّ انْطِقْنَا بِالحَق وَاكْشِفْ عَلَيْنَا الحَقَّ وَاهْدِنَا اِلىٰ حَقٍّ مُّبِيْن

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد ٢١ صفحه ٤١٤)

ترجمہ: اور مجھے کوئی توفیق حاصل نہیں سوائے اللہ کے فضل کے۔ میرے رب میری زبان پر حق جاری فرما دے اور ہم پر حق کھول دے اور ہمیں کھلی کھلی صداقت کی طرف رہنمائی فرما۔

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْهُمْ تَسْحِيقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔